Postal Reg.No:PB/1023/2001

بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 50   شمارہ: 32

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

18 جمادی الاول 1422 ہجری 9 ظہور 1380 ہش 9 اگست 2001ء

اخبار احمدیہ

قادیان 4 اگست (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور سابقہ مضمون کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفات کی قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات سے بصیرت افروز تفسیر بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

قرآن شریف کی تعلیم جس پہلو اور جس باب میں دیکھو اپنے اندر حکیمانہ پہلو رکھتی ہے افراط یا تفریط اس میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ نقطۂ وسط پر قائم ہوئی ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

قرآن شریف کی تعلیم جس پہلو اور جس باب میں دیکھو اپنے اندر حکیمانہ پہلو رکھتی ہے۔ افراط یا تفریط اس میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ نقطۂ وسط پر قائم ہوئی ہے۔ اور اسی لئے اس امت کا نام بھی اُمَّةً وَّسَطًا رکھا گیا ہے۔ یہ بات کہ انجیل یا توریت کی تعلیم کیوں اعتدال اور وسط پر واقع نہیں ہوئی۔ اس سے خدا تعالیٰ پر کوئی اعتراض نہیں آتا اور نہ اس تعلیم کو ہم خلاف آئین حکمت کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ حکمت کے معنی ہیں۔ وضع الشیئ فی محلّہ اس وقت کی حکمت کا تقاضا ایسی ہی تعلیم تھی جیسا کہ ہم نے بتایا ہے کہ سزا کے وقت سزا دینا بھی حکمت ہے اور عفو کے وقت عفو ہی حکمت ہے۔ اسی طرح پر اس وقت طبائع کی حالت کچھ ایسی ہی واقع ہوئی تھی کہ تعلیم کو ایک پہلو پر رکھنا پڑا۔ بنی اسرائیل چار سو برس تک فرعون کی غلامی میں رہے تھے۔ اور اس وجہ سے ان لوگوں کے عادات اور رسوم کا اُن پر بہت بڑا اثر پڑا ہوا تھا۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ بادشاہ کے اطوار و عادات اور آئین ملک داری کا اثر رعایا پر پڑتا ہے۔ بلکہ اُن کے مذہب تک پر اثر جا پڑتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ۔ چنانچہ سکھوں کے زمانہ میں عام لوگوں پر بھی یہ اثر پڑا تھا کہ عموماً لوگ ڈاکہ زن اور دھاڑوی ہو گئے تھے۔ ہری سنگھ وغیرہ براتیں ہی لوٹ لیا کرتے تھے اسی طرح پر فرعونیوں کی غلامی میں رہ کر بنی اسرائیل عدل کو کچھ سمجھتے ہی نہیں تھے اُن پر جو ہمیشہ ظلم ہوتا تھا وہ بھی اعتداءً ظلم کر بیٹھتے تھے پس اُن کی اصلاح کیلئے تو پہلا مرحلہ یہی چاہئے تھا کہ اُن کو عدل کی تعلیم سکھائی جاتی۔ اس لئے یہ تعلیم اُن کو دی گئی کہ آنکھ کے بدلہ آنکھ اور دانت کے بدلہ دانت اس تعلیم پر وہ اس قدر پختہ ہو گئے کہ پھر انہوں نے انتقام لینا ہی شریعت کی جان سمجھ لیا اور یہ مذہب ہو گیا کہ اگر بدلہ نہ لیں گے تو گنہگار ٹھہریں گے۔ اس واسطے جب حضرت مسیح علیہ السلام آئے اور انہوں نے دیکھا کہ بنی اسرائیل کی حالت ایسی ہو گئی ہے تو انہوں نے حد درجہ کے عفو کی تعلیم دی کیونکہ جس قدر زور کے ساتھ وہ انتقام پر قائم ہو چکے تھے۔ اگر اس سے بڑھ کر عفو کی تعلیم نہ دی جاتی تو وہ مؤثر ثابت نہ ہوتی۔ اس لئے ان کی تعلیم کا سارا مدار اسی پر رہا۔ پس اُن اسباب اور وجوہ کے لحاظ سے یہ دونوں تعلیمیں اگرچہ اپنی جگہ ہی حکمت ہیں۔ لیکن ان کو قانون مختص المقام یا قانون مختص الوقت کی طرح سمجھنا چاہئے۔

خدا تعالیٰ کی حکمتیں اور احکام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض مستقل اور دائمی ہوتے ہیں۔ بعض آنی اور وقتی ضرورتوں کے لحاظ سے صادر ہوتے ہیں۔ اگرچہ اپنی جگہ اُن میں بھی ایک استقلال ہوتا ہے مگر وہ آنی ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً سفر کیلئے نماز یا روزہ کے متعلق اَور احکام ہوتے ہیں اور حالت قیام میں اَور۔ باہر جب عورت نکلتی ہے تو وہ بُرقع لے کر نکلتی ہے۔ گھر میں ایسی ضرورت نہیں ہوتی کہ بُرقع لے کر پھرتی رہے۔ اسی طرح پر توریت اور انجیل کے احکام آنی اور وقتی ضرورتوں کے موافق تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت اور کتاب لے کر آئے تھے۔ وہ کتاب مستقل اور ابدی شریعت ہے۔ اس لئے اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ کامل اور مکمل ہے۔ قرآن شریف قانون مستقل ہے۔ اور توریت انجیل اگر قرآن شریف نہ بھی آتا۔ تب بھی منسوخ ہو جاتیں کیونکہ وہ مستقل اور ابدی قانون نہ تھے۔

میں نے بعض احمقوں کو اعتراض کرتے سنا ہے۔ کہ ایسا کیوں کیا گیا۔ خدا تعالیٰ نے پہلی کتابوں کو کیوں منسوخ کیا۔ کیا اس کو علم نہ تھا۔ پہلے ہی مکمل اور مستقل ابدی شریعت بھیجنی تھی۔ یہ اعتراض بالکل نادانی کا اعتراض ہے۔ کیونکہ یہ کلیہ قاعدہ نہیں ہے کہ ہر نسخ کیلئے ضروری ہے کہ علم نہ ہو۔ اگر یہ صحیح ہے کہ ہر نسخ میں عدم علم ثابت ہوتا ہے۔ تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے کہ جو کپڑے برس یا دو برس کے بچے کو پہنائے جاتے ہیں۔ کیوں وہی کپڑے پانچ دس برس یا پچیس برس کے ایک جوان کو نہیں پہنائے جاتے؟ کیا ہو سکتا ہے کہ گز آدھ گز کا کُرتہ ایک نوجوان کو پہنایا جاوے؟ یقیناً کوئی سلیم الطبع انسان اس بات کو پسند نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ ایسی حرکت پر ہنسی اُڑائے گا۔ اب اس مثال سے کیسی صفائی کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ ہرگز ضروری نہیں ہے کہ ہر نسخ کیلئے عدم علم ثابت ہو۔ جب ہم بجائے خود معرض تغیر میں ہیں تو ہماری ضرورتیں اس تغیر کے ساتھ ساتھ بدلتی جاتی ہیں۔ پھر ان تبدیلیوں کے موافق جو نسخ ہوتا ہے وہ ایک علم و حکمت کی بناء پر ہوا یا عدم علم پر۔ یہ اعتراض سراسر جہالت اور حمق کا نشان ہے۔ جیسے پیدا ہونے والے بچے کے منہ میں روٹی کا ٹکڑہ گوشت کی بوٹی نہیں دے سکتے اسی طرح پر ابتدائی حالت میں شریعت کے وہ اسرار نہیں مل سکتے جو اس کے کمال پر ظاہر ہوتے ہیں۔ طبیب ایک وقت خود مسہل دیتا ہے۔ اور دوسرے وقت جبکہ اسہال کا مرض ہو اس کو قابض دوا دیتا ہے۔ ہر حالت میں ایک ہی نسخہ وہ کیسے رکھ سکتا ہے۔

غرض قرآن شریف حکمت ہے اور مستقل شریعت ہے اور ساری تعلیموں کا مخزن ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کا پہلا معجزہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے۔ اور پھر دوسرا معجزہ قرآن شریف کا اس کی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ چنانچہ سورہ فاتحہ اور سورہ تحریم اور سورہ نور میں کتنی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّی زندگی ساری پیشگوئیوں سے بھری ہوئی ہے۔ اُن پر اگر ایک دانشمند آدمی خدا سے خوف کھا کر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ کس قدر غیب کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہیں۔ کیا اُس وقت جبکہ ساری قوم آپؐ کی مخالف تھی اور کوئی ہمدرد اور رفیق نہ تھا۔ یہ کہنا کہ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ چھوٹی بات ہو سکتی تھی۔ اسباب کے لحاظ سے تو ایسا فتویٰ دیا جاتا تھا کہ ان کا خاتمہ ہو جاوے گا۔ مگر آپؐ ایسی حالت میں اپنی کامیابی اور دشمنوں کی ذلّت اور نامرادی کی پیشگوئیاں کر رہے ہیں اور آخر اسی طرح وقوع میں آتا ہے۔ پھر تیرہ سو سال کے بعد قائم ہونے والے سلسلہ کی اور اُس وقت کے آثار و علامات کی پیشگوئیاں کیسی عظیم الشان اور لا نظیر ہیں۔ دنیا کی کسی کتاب کی پیشگوئیوں کو پیش کرو۔ کیا مسیح کی پیشگوئیاں ان کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ جہاں صرف اتنا ہی ہے کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے آندھیاں آئیں گی۔ مُرغ بانگ دے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

☆ ☆ ☆   (ملفوظات جلد سوم)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

دیوبندیوں کے عاشق رسول غیر مسلم شعراء

قسط نمبر - ۴

گزشتہ اقساط میں ہم مذکورہ عنوان کے تحت وضاحت کرتے چلے آرہے ہیں کہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کے عشق رسول سے متعلق روح پرور اور بصیرت افروز کلمات طیبات کا مطالعہ کر کے جب دیوبندی ملاؤں کی پیش نہیں جاتی تو جھٹ سے یہ لغو اعتراض داغ دیتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کچھ لکھا ہوا ہے تو کیا ہوا غیر مسلم مضمون نگاروں اور شعراء نے بھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں بہت کچھ لکھا ہے اور ایسا لکھتے ہوئے یہ بدبخت ملاں یہ نہیں سوچتے کہ کہاں غیر مسلم شعراء اور مضمون نگار اور کہاں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ سے عشق و محبت و فدائیت کے نشہ میں سرشار روحانی کلام۔

قبل ازیں ہم اس تعلق میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض رؤیا کشوف کا ذکر کر چکے ہیں جن میں آپ کو اللہ کی طرف سے عاشق رسول کا خطاب دیا گیا ہے۔ اور آپ کے ایسے ملفوظات کے نمونے لکھ چکے ہیں جس کی گرد کو بھی کوئی غیر مسلم تو کیا کوئی دیوبندی ملاں بھی نہیں پہنچ سکتا۔

آج کی گفتگو میں ہم امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کے ایسے ایمان افروز واقعات تحریر کریں گے جو عشق رسول کے شیریں پانی سے گندھے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ایسے واقعات سے آپ کی حیات طیبہ بھری پڑی ہے لیکن اس موقع پر نمونہ کے طور پر صرف چند ایک کا ذکر کر کے ہم اپنے 'کرم فرما' ملاؤں سے صرف اتنا پوچھیں گے کہ کیا ان کے غیر مسلم عشاق رسول کی زندگیوں میں بھی ایسے واقعات گزرے ہیں۔ اگر نہیں تو خدا کے لئے توبہ کرو اور ایسے لغو اعتراضات منہ پر لاتے وقت خدا سے ڈرو اور مامور زمانہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے اور گمراہ کرنے کی بجائے اس کو قبول کرنے والوں کے زمرہ میں شامل ہو جاؤ۔

ذیل میں ہم چند ایک واقعات پیش کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:-

''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت اماں جانؓ اور ہمارے نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کیلئے سفر اور راستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے، حج کو چلنا چاہئے۔ اس وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعود کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ اپنے ہاتھ کی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے حضرت نانا جان کی بات سُن کر فرمایا۔ ''یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا''۔

یہ ایک خالصۃً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشق رسولؐ کے متعلق حضرت مسیح موعود کے قلب صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کس سچے مسلمان کو خواہش نہیں مگر ذرا اس وجود کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے تصور سے پروانہ وار حضورؐ کے مزار پر پہنچ جاتی ہے اور وہاں اس کی آنکھیں اس نظارے کی تاب نہ لا کر بند ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء سیرتِ طیبہ)

اپنی اسی قلبی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ایک نعتیہ عربی قصیدہ میں آپ فرماتے ہیں۔

جسمی یطیرُ الیک من شوقِ علا
یا لیت کانت قوۃ الطیران

کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میرا جسم تو غلبہ شوق سے تیری طرف اُڑنا چاہتا ہے اے کاش! مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی۔ اس مبارک شعر میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر تک اُڑ کر جلد سے جلد پہنچنے کی خواہش ہے اور ساتھ ہی ان مشکلات کا ذکر بھی جن کی وجہ سے آپ اپنی اس خواہش کی تکمیل نہیں فرما سکے۔ جن میں سب سے بڑی روک تو اس دور کے وہ ہندوستانی ملاں تھے جنہوں نے نعوذ باللہ آپ کو کافر و دجال کہہ کر آپ کیلئے راستہ کو مخدوش بنا رکھا تھا۔

اس قسم کا ایک واقعہ شاتمِ رسول پنڈت لیکھرام کے تعلق سے آپ کی روشن اور قابل تقلید حیاتِ طیبہ کا حصہ ہے کہ ایک مرتبہ پنڈت لیکھرام نے لاہور سٹیشن پر آپ کو سلام کیا لیکن آپ نے اس کے سلام کا جواب دینے میں صرف اس بناء پر کراہت محسوس کی کہ پنڈت لیکھرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتب اور تقاریر میں گالیاں نکالا کرتا تھا۔ قرآن مجید کے خلاف بدزبانی کرتا تھا۔ آپ علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا حضور پنڈت جی آپ کو سلام کہتے ہیں آپ نے فرمایا۔ میرے آقا کو تو گالیاں نکالتا ہے اور مجھے سلام کہتا ہے۔

قارئین کرام اس پنڈت لیکھرام کو بدزبانی رسول سے آپ نے منع فرمایا تھا لیکن جب اُس کی زبان کی تیز چھری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے سے باز نہ آئی اور پنڈت جی نے حضور علیہ السلام کے تین سال کے اندر وفات پا جانے اور آپ کے سلسلہ کے تباہ ہونے کی پیشگوئی کی تو آپ نے پنڈت صاحب کیلئے اللہ تعالیٰ سے پیشگوئی پا کر فرمایا کہ میرے اللہ نے مجھے فرمایا ہے کہ پنڈت لیکھرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شوخی و گستاخی کے جرم میں چھ سال کے عرصہ میں ہلاک ہو جائے گا۔ چنانچہ عین پیشگوئی کے مطابق پنڈت جی کی ہلاکت واقع ہوئی۔ بجائے اس کے کہ ہمارے مخالف ملاں اس واقعہ سے سبق حاصل کرتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دل و جان سے قبول کر لیتے آریوں کو احمدیوں کے خلاف بھڑکاتے ہیں اور آج بھی ان کے مخالف احمدیت مضامین کی ایک شق میں پنڈت لیکھرام کے واقعہ قتل کا ذکر کر کے آریوں کو احمدیوں کے خلاف بھڑکانے اور اشتعال دلانے کا ایک مضمون ضرور شامل ہوتا ہے جس میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالنے والے اس بدخلق انسان کی ضرور وکالت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور کے علماء کا نقشہ کھینچتے ہوئے صاف فرمایا تھا کہ علماء هم شرُّمَن تحت اديم السماء کہ اس دور کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے۔

اسی طرح ۱۸۹۳ء میں امرتسر کے مقام پر عیسائیوں سے جنگ مقدس نام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو مباحثہ ہوا اس میں ایک موقع پر پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک نے آپ کو چائے پر بلانا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بے ادبی کرتے ہیں اور مجھے چائے پر بلاتے ہیں۔ اس کے مقابل پر یہی دیوبندی ملاں عیسائیوں کے ہم پیالہ اور ہم نوالہ تھے اور انگریزوں سے مفادات کے حصول کے متمنی رہتے تھے چنانچہ مشہور درس گاہ دارالعلوم ندوہ کا سنگبنیاد تک انہوں نے انگریز افسر سے رکھوایا تھا انگریزوں سے جاگیریں اور جائیدادیں حاصل کیں اور ان کے خدا کو آسمان پر بٹھا کر آج تک انہی کے ساتھ اس کی آمد کے منتظر ہیں اور اِدھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حالت یہ ہے کہ آپ ان کے ساتھ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے تھے ایک پیالی چائے تک پینے میں کراہت محسوس کرتے تھے۔

ایک زمانہ تھا کہ انگریز پادری ہاتھ میں انجیل لے کر اسلام کے خلاف تبلیغ کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی کرتے تھے ایسے خوفناک زمانے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت درد بھری آواز میں جو فرمایا ہے اسی پر آج کی اس گفتگو کو ہم ختم کرتے ہیں آپؑ فرماتے ہیں:

''جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی، ہم نے اس خدا کو اس نبیؐ کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اس نبیؐ کی برکت سے کھولا گیا اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں ہم نے اس نبیؐ کے ذریعہ وہ معجزات بھی دیکھ لئے اور ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں، مگر تعجب ہے کہ دنیا اس سے بے خبر ہے''۔ (چشمہ مسیحی صفحہ ۲۲)

اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں فرماتے ہیں:-

''ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہنی سے اور سراسر افتراء سے ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل والاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوب جناب احدیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابلِ شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجناب سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا اور اب یہ زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ ان ہزارہا معجزات کے جو ہمارے سردرو مولیٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث سے اس کثرت سے مذکور ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں، تازہ بتازہ صدہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو اُن کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا شکریہ ادا کریں کہ اپنے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دے کر اور پھر اس محبت اور پیروی کے روحانی فیضوں سے جو سچے تقویٰ اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ اِنَّ اللّٰہ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (تریاق القلوب صفحہ ۵-)

(منیر احمد خادم)

خطبہ جمعہ

آج ہر ملک میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے حق میں بڑے زور سے آوازیں اٹھ رہی ہیں

تہجد کی نماز کی عادت ڈالنی چاہئے اور اس میں استغفار سے کام لینا چاہئے، اس کے نتیجہ میں آپ اللہ کو بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا پائیں گے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۲/جون ۲۰۰۱ء/۲۲/احسان ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ . وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ . وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورة الحجرات آيات ۵،۶)

یقیناً وہ لوگ جو تجھے گھروں سے باہر سے آوازیں دیتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے۔ اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو خود ہی ان کی طرف نکل آتا تو یہ ضرور ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں ایسا واقعہ بیان ہوا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں بارہا پیش آتا رہا ہے اور قرآن کریم کی یہ گواہیاں ایسی ہیں جن کے لئے کسی حدیث کی ضرورت نہیں کیونکہ قرآن کریم سے زیادہ قطعی یقینی گواہی اس زمانہ کی اور نہیں مل سکتی۔ چنانچہ کچھ لوگ ایسے تھے جو بد اخلاق اور بد تمیز تھے اور رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر سے خود باہر آنے سے پہلے آوازیں دے کے بلایا کرتے تھے کہ اے فلاں فلاں! یا رسول اللہ بھی کہتے ہونگے، آپ باہر تشریف لائیں یا باہر آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس بد خلقی کو ناپسند فرماتا ہے۔ کہتا ہے کہ ہرگز محمد رسول اللہ ﷺ کو آوازیں دے کر باہر نہ بلایا کرو اور صبر سے انتظار کیا کرو یہاں تک کہ وہ خود باہر تشریف لے آئیں۔ اگر تم ایسا کروگے تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔ یعنی تمہاری ان بد تمیزیوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے صرف نظر فرمایا ہے اور چاہتا ہے کہ تم پر پھر بھی رحم کرے اور پھر بھی تمہیں بخش دے اس لئے تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ سے ان حرکتوں سے باز رہو۔

سورۃ الاحقاف کی دو آیات ہیں نمبر ۸ و ۹ ﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ کہ جب ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات یعنی اس کی نشانیاں کھلے کھلے طور پر پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا حق کا، باوجود اس کے کہ وہ ان کے پاس آگیا، بعد اس کے کہ وہ حق ان کے اوپر ظاہر ہو گیا۔ انہوں نے کہا ﴿هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ یہ تو کھلا کھلا جادو ہے۔ کھلا کھلا جادو ان معنوں میں کہا ہے کہ ان کو یقین تھا کہ اس میں کوئی حیرت انگیز معجزہ ضرور ہے ورنہ کھلا کھلا جادو کیوں کہتے۔ کھلا کھلا جادو کہہ کر یہ اعتراف کر لیا کہ یہ چیز ہمارے بس کی نہیں، یہ مافوق الفطرت چیز نظر آرہی ہے، ہم یقین نہیں کریں گے، ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔

کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ پر افتراء کر لیا ہے۔ اے محمد ﷺ تو ان سے کہہ دے کہ اگر میں نے افترا کیا ہوتا تو تم اگر میرے خلاف نہ بھی ہوتے بلکہ میرے ساتھ ہونے کا دعویٰ کرتے۔ اکثر مفتریوں کے ساتھ یہ معاملہ پیش آتا ہے جو خدا پر جھوٹ بولتے ہیں ان کے پیچھے ایک بڑی جمعیت ان کے ساتھ دینے والی ہوتی ہے۔ عرب میں جب ارتداد ہوا تو یہی واقعہ پیش آیا کہ خدا تعالیٰ پر افتراء کرنے والے کسی بنا پر افتراء کرتے ہیں ان کے ساتھ ایک بڑی جمعیت ہوتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس جمعیت کے زور سے ہم فتح پالیں گے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ تو ان سے کہہ دے کہ تم بے شک میرا ساتھ نہ دو تمہیں میرے پیچھے آنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اگر میں نے جھوٹ بولا ہے تو اللہ خود مجھے ہلاک کرنے کے لئے کافی ہے۔

﴿فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا﴾ اور جب وہ ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لے تو پھر تم اس کے مقابل پر میری کوئی بھی تائید نہیں کر سکتے، کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ﴿هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ﴾ وہ بہتر جانتا ہے کہ جن باتوں میں تم پڑے ہوئے وقت ضائع کر رہے ہو۔ ﴿كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ﴾ وہی ایک گواہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان۔ وہ ہم دونوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا ﴿وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ یاد رکھو کہ وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔ تو ان سب زیادتیوں کے باوجود بھی اگر تمہارے اندر اللہ تعالیٰ نے خیر پائی تو پھر تم سے رحمت کا سلوک فرمائے گا۔ یہ سورۃ الاحقاف کی ۸ تا ۹ آیات تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:

"محض الہام جب تک اس کے ساتھ فعلی شہادت نہ ہو ہرگز کسی کام کا نہیں۔ دیکھو جب کفار کی طرف سے اعتراض ہوا ﴿لَسْتَ مُرْسَلًا﴾ "تو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں ہے۔" تو جواب دیا گیا ﴿كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ﴾ "کہ اللہ بہت کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ کے طور پر "یعنی عنقریب خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت میری صداقت کو ثابت کر دے گی۔ پس الہام کے ساتھ فعلی شہادت بھی چاہئے"۔

اب بہت سے لوگ ہیں مختلف ملکوں میں جو اپنے الہامات مجھے لکھتے رہتے ہیں۔ یہاں تک بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ہی ہیں اس زمانہ میں مسیح اور مہدی اور ان کو میں ہمیشہ یہی جواب دیتا ہوں کہ اس زمانہ کے مسیح اور مہدی کو جب خدا نے فرمایا تھا کہ تو مہدی اور مسیح ہے تو اس کے ساتھ فعلی شہادتیں بھی تھیں۔ بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو خدا تعالیٰ نے ظاہر فرما دیا اور ان شہادتوں کا سلسلہ ابھی تک جاری و ساری ہے۔ ہر ملک میں غیر معمولی قوت اور شان کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ وہ ایک صدا قادیان سے جو اٹھی تھی اب کروڑوں کی صورت میں سب دنیا سے اٹھ رہی ہے۔ میں ان کو یہی کہتا ہوں کہ ہوش کرو تمہاری تائید میں کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ صرف نفس کا دھوکہ ہے کہ ہمیں الہام ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جب الہام کرتا ہے تو اس کی تائید میں پھر فعلی شہادتیں بھی ظاہر کرتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی ایک چھوٹی سے مثال یہ دیتے ہیں کہ "دیکھو گورنمنٹ جب کسی کو ملازمت عطا کرتی ہے تو اس کے وجاہت کے سامان بھی مہیا کر دیتی ہے۔ چنانچہ جو لوگ اس کا مقابلہ کرتے ہیں وہ توہین عدالت کے جرم میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو ماموران الٰہی کے مقابلہ پر آتے ہیں وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ آج کل پچاس کے قریب ایسے ہیں جو اس مرض میں گرفتار ہیں"۔ یہ جو مرض ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی اسی طرح جاری تھی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی جاری تھی کوئی جھوٹے مدعی خواہ وہ جان کر نہ بھی بولتے تھے تو ان کا نفس ان سے جھوٹ بولتا تھا اور ان کو بتاتا تھا کہ یہ الہام الٰہی ہے اور اس کے مطابق تم دعویٰ کردو مگر وہ دعویٰ ان کے کسی کام نہ آیا۔ ایک جمعیت نے بھی ان کا ساتھ دیا مگر اس جمعیت کے ساتھ نے ان کو کوئی بھی فائدہ نہ پہنچایا اور وہ بالآخر ناکام و نامراد ہلاک ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یعنی اپنے قولی الہام پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ سب غلطی پر ہیں۔ شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے مگر خود مفتری بھی تو ایک شیطان ہے پس وہ اپنا آپ دشمن ہے اس لئے جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ کیسے ناعاقبت اندیش ہیں وہ لوگ جو ایسوں کے دامِ تزویر میں پھنس جاتے ہیں جس کے دعویٰ کے ساتھ عظمت و جلال ربانی کی چمک نہ ہو تو ایسے شخص کو تسلیم کرنا اپنے تئیں آگ میں ڈالنا ہے"۔

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۷۔ ۲۵/اپریل ۱۹۰۷ء، صفحہ ۹)

سورۃ الحجرات کی پندرھویں آیت ہے ﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا. قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْآ اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ. وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا. اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ یعنی بادیہ نشین کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں تو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے، صرف اتنا کہا کرو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف ایک اور آیت میں ہے کہ تم ایمان نہیں لائے، ایمان نے تمہارے دل میں جھانک کر بھی نہیں دیکھا۔ اس کے باوجود ان کو اجازت ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کریں کہ ہم اسلام لے آئے۔ یعنی اپنے آپ کو مسلمان بے شک کہتے رہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کی گواہی یہ ہے کہ اگر کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو کسی کو حق نہیں ہے کہ اس کو مسلمان کہلانے سے روک دے۔ مانیں یا نہ مانیں یہاں تک کہ ان کے دل پہ ایمان نے جھانک کر بھی نظر نہیں ڈالی ہو تب بھی ان کا یہ حق ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ وہ حق ہے جسے کوئی دنیا کی طاقت چھین نہیں سکتی۔ اور اسلام کا دوسرا مطلب ہے اطاعت، تو دوسرے لفظوں میں یہ کہتے ہیں کہ ہم اطاعت تو کر چکے ہیں یعنی ہم مان گئے ہیں کہ ہم پر غلبہ ہو گیا ہے اب ہم مجبور ہیں ہماری اس مجبوری کا نام اطاعت ہے۔ اگر تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو واقعۃً تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا جائے گا ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یعنی ان سب بے ایمانیوں اور دھوکوں کے باوجود ان میں سے بھی ایسے لوگ تھے جو بالآخر سچے دل سے ایمان لے آئے اور بادیہ نشینوں میں سے ایسے بہت سے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بار بار مغفرت اور رحیمیت کا سلوک اس لئے ہوتا ہے تا کہ ان کو آج نہیں تو کل موقع ملتا چلا جائے اور وہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت سے استفادہ کر سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خدا جو مومنوں کی تعریف کرتا ہے اور ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ کہتا ہے "کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔" اس لئے کہ انہوں نے اپنی فراست سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو مان لیا لیکن جب کثرت سے لوگ داخل ہونے لگے اور انکشاف ہو گیا اس وقت داخل ہونے والے کا نام النّاس رکھا گیا یعنی جب غلبہ اسلام ہو گیا اب ان کے پاس چارہ ہی نہیں تھا اطاعت کے سوا تو اس وقت کے وہ لوگ جو ایمان لائے تھے ان کو الناس کہا گیا۔

"اس حالت میں تو گویا منع کرتا ہے یہ کہہ کر ﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا. قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْآ اَسْلَمْنَا﴾ یعنی یہ مت کہو کہ ہم ایمان لائے بلکہ یہ کہو کہ ہم نے اطاعت کی"۔ یہاں اَسْلَمْنَا سے مراد اطاعت ہے یعنی اس موقع پر دوسرے معنے اس کے یہ ہونگے کہ وہ صرف یہ کہیں کہ ہم اطاعت کر چکے ہیں۔ ان کو کہو ٹھیک ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ "ایمان اس وقت ہوتا ہے جب ابتلا کے موقعے آویں۔ جن پر ایمان لانے کے بعد ابتلا کے موقعے نہیں آئے وہ اَسْلَمْنَا میں داخل ہیں" یعنی سچے مسلمان تو بہر حال نہیں لیکن ابتلا نہیں آیا تو اتنا ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ انہوں نے غلبہ اسلام کو دیکھ کر سر اطاعت جھکا دیا۔ "انہوں نے تکلیف کا نشانہ ہو کر نہیں دیکھا"۔ انہوں نے اس وقت قبول نہیں کیا جب قبول کرنے کے جرم میں طرح طرح کی خطرناک سزائیں دی جاتی تھیں "بلکہ وہ اقبال اور نصرت کے زمانہ میں داخل ہوئے" جب اسلام پر اقبال آگیا سربلندی ہو گئی اور خدا نے اس کی نصرت کے وعدے پورے کر دئے تب وہ داخل ہوئے۔ "یہی وجہ ہے کہ فخر کا نام اور خطاب ان کو نہ ملا بلکہ اَلنَّاس ان کا نام رکھا کیونکہ وہ ایسے وقت داخل ہوئے جب کام چل پڑا اور رسول اللہ نے اپنی صداقت کی روشنی دکھلائی۔ اس وقت دوسرے مذاہب حقیر نظر آئے تو سب داخل ہو گئے"۔

(الحکم جلد ۲ نمبر ۳۶۔ ۱۰/اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۲)

اب یہ اَسْلَمْنَا جو ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ اَسْلَمْنَا کا تعلق دراصل لاٹھی سے ہے۔ جب غلبہ اسلام ہو گیا اور اسلام کو لاٹھی مل گئی تو اس وقت انہوں نے اَسْلَمْنَا کہہ دیا۔ اٰمَنَّا نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ دل میں ان کے منافقت تھی اور ایمان نہیں لائے تھے۔ فرمایا "ایمان کے لوازم اور ہوتے ہیں اور اسلام کے اور۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس وقت ایسے لوازم پیدا کئے کہ جن سے ایمان حاصل ہو"۔ (البدر جلد دوم نمبر ۱۹۔۲۹/مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴۷)

اب اس موقع پر یہ کیا مطلب ہے؟ "ایمان کے لوازم اور ہوتے ہیں اور اسلام کے اور" یہاں اسلام سے مراد سچا اسلام نہیں بلکہ ظاہری طور پر قبول کر لینا ہے۔ "اسی لئے خدا تعالیٰ نے ایسے لوازم پیدا کئے کہ جن سے ایمان حاصل ہو"۔ تو ان کے لئے ایسے لوازم ظاہر کئے، ایسی نشانیاں ظاہر فرمائیں، ایسی تائیدات ربی رسول اللہ ﷺ کے حق میں نازل فرمائیں کہ اس کے نتیجہ میں ان کے دل بالآخر، ان میں سے جو صحیح سعادت مند تھے قبول کرنے پر مجبور ہو گئے اور اس طرح اسلام بالآخر ایمان پر منتج ہو گیا۔

سورۃ الحدید کی ایک ۲۹ویں آیت ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ. وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ وہ تمہیں اپنی رحمت میں سے دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں ایک نور عطا کرے گا جس کے ساتھ تم چلو گے اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہاں سچی اطاعت رسول کی تعریف فرمائی گئی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے رسول کی سچے دل سے اطاعت کرتے ہیں وہ محض منہ کی اطاعت نہیں ہوتی بلکہ اس کے نتیجہ میں اس کی جزا کے طور پر ان کو نور دیا جاتا ہے۔ یہ نور کیا ہے اس کی تفصیل حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔ فرمایا:

"تمہیں ایک نور عطا کیا جائے گا جو تمہارے غیر میں ہرگز نہیں پایا جائے گا یعنی نور الہام اور نور اجابتِ دعا اور نورِ کراماتِ اصطفاء" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۹۶)۔ یہ تین معنے ہیں نور کے۔ یعنی ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ الہام بھی کرتا ہے اور ان الہامات کی پھر عملی تائید بھی فرماتا ہے۔ نورِ اجابتِ دعا، ان کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں اور کثرت کے ساتھ اس وقت احمدیوں میں بھی ایسے ہیں جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقبول ہوتی ہیں۔ اور نورِ کراماتِ اصطفاء اور جو مصطفیٰ لوگ ہیں، مصطفیٰ ہیں بندے خدا کے، ایسے جن کو خدا نے قبول فرما لیا ان کے اندر سے کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ جن کو عام لوگ اولیاء کی کرامتیں کہتے ہیں حالانکہ وہ کرامتیں بڑے بڑے اولیاء کی نہیں بلکہ خدا کے سادہ بندوں کی کرامتیں ہوتی ہیں جو عاجز اور منکسر مزاج بندے ہوتے ہیں ان کے حق میں اللہ تعالیٰ اپنی کرامتیں ضرور ظاہر کیا کرتا ہے۔

فرمایا: "اے ایمان لانے والو اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیر میں ایک فرق رکھ دے گا"۔ اب وہ علامت کیا ہے تم میں اور غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ یہ خیال غلط ہے کہ پھر تمہارے غیر بھی تم جیسے ہی رہیں گے۔ تو کیا فرق ہے۔ "وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی راہوں میں چلو گے"۔ وہ نور کی راہیں کونسی ہیں یعنی ان کو صاف صاف رستہ ہر بات میں دکھائی دے گا کہ یہ صحیح رستہ ہے چلنے والا، یہ نہیں ہے۔ کیونکہ روشنی میں جب انسان چلتا ہے تو رستہ کی ٹھوکروں کو دیکھتا جاتا ہے اور جانتا ہے کہ کن جگہوں سے مجھے بچنا چاہئے، اندھیرے میں چلے تو کچھ پتہ نہیں چلتا کسی نہ کسی جگہ وہ حادثہ کا شکار ہو جاتا ہے تو فرمایا اس پہلو سے وہ نور تمہارے ساتھ ساتھ چلے گا۔ تم اپنی راہوں کو اس نور کی وجہ سے دیکھو گے اور صاف تمہیں جیسے دن چڑھا ہو دکھائی دے دے گا کہ رستہ کی روکیں کون سی ہیں اور رستے کی ٹھوکریں کیا ہیں۔

"یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہو گا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہو گا"۔ یعنی جس طرح اٹکل سے لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اس طرح ہو گا وہ بھی نور ہو گا اور بغیر سوچے سمجھے، بغیر غور کئے ایک ان کے منہ سے بات اتفاقاً نکل جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی سچا کر دکھاتا ہے۔ "اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہو گا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہو گا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہیں نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں، تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔ اب اس آیت سے صاف ظاہر و ثابت ہوتا ہے کہ تقویٰ سے جاہلیت ہرگز جمع نہیں ہو سکتی۔ ہاں فہم اور ادراک حسب مراتب تقویٰ کم و بیش ہو سکتا ہے"۔ یعنی تقویٰ اگر ذرا سا کم ہو تو اسی نسبت سے فہم اور ادراک کم ہو سکتا ہے۔ تقویٰ زیادہ ہو تو زیادہ بھی ہو سکتا ہے لیکن متقی خواہ ادنیٰ درجہ کا ہو اس کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔ "ہاں فہم اور ادراک حسب مراتب تقویٰ کم و بیش ہو سکتا ہے۔ اسی مقام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بڑی اور اعلیٰ درجہ کی کرامت جو اولیاء اللہ کو دی جاتی ہے جن کو تقویٰ میں کمال ہوتا ہے وہ یہی دی جاتی ہے کہ ان کے تمام حواس اور عقل اور فہم اور قیاس میں وہ نور رکھا جاتا ہے اور ان کی قوت کشفی نور کے پانیوں سے ایسی صفائی حاصل کر لیتی ہے کہ جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتی۔ ان کے حواس نہایت باریک بین ہو جاتے ہیں اور معارف اور دقائق کے پاک چشمے ان پر کھولے جاتے ہیں اور فیض سائغ ربانی ان کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح جاری ہو جاتا ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۷۷۔۱۷۹)

سورۃ المجادلہ کی تیرھویں آیت ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً. ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ. فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب رسول سے کوئی ذاتی مشورہ کرنا چاہو تو اپنے مشورہ سے پہلے صدقہ دے

دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ پس اگر تم اپنے پاس کچھ نہ پاؤ تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یعنی مشورہ کرو اور صدقہ دینے کے لئے کچھ بھی پاس نہ ہو تو بالکل فکر کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کا سلوک فرمائے گا اور بار بار تم پر بہ رحمت رجوع فرمائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"﴿فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ﴾ یہ حکم منسوخ نہیں ہوا"۔ یعنی یہ ایسا حکم نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جاری تھا اب نہیں ہے۔ فرمایا "﴿فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ﴾ (المجادلہ: ۱۴) یعنی پہلے ہی اللہ رجوع برحمت کر چکا ہے تم پر کہ یہ حکم واجب نہ ٹھہرایا بلکہ مستحب ہے"۔ رجوع برحمت کس طرح ہوا۔ اس طرح کہ ﴿فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ﴾ اگر تم ایسا نہ کر سکو تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تو پہلے ہی تم پر رجوع برحمت کر چکا ہے اس طرح کہ یہ حکم واجب نہ ٹھہرایا بلکہ مستحب ہے یعنی رحمت یہ فرمائی کہ یہ نہیں فرمایا کہ ضرور صدقہ دو ورنہ تمہیں نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مستحب قرار دیا خَيْرٌ لَّكُمْ کہہ کے۔ تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم صدقہ دے سکو۔ یعنی مستحب تھا تو فرمایا بہتر ہے، ورنہ فرماتا فرض ہے تم پر۔ "چنانچہ اب بھی صلحاء امت حدیث پوچھنے سے پہلے صدقہ کر لیتے ہیں" (تشحیذالاذہان جلد۸ نمبر ۹ صفحہ ۲۸۴)۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تجربہ یہ تھا کہ بہت سے صلحاء جب آپ سے کسی حدیث کے معنے پوچھتے تھے تو اس بات سے پہلے بھی وہ صدقہ دے دیا کرتے تھے۔

ایک سورۃ الممتحنہ کی آٹھویں آیت ہے ﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً. وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ. وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ قریب ہے کہ اللہ تمہارے اور ان میں سے ان لوگوں کے درمیان جن سے تم باہمی عداوت رکھتے ہو محبت ڈال دے۔ ایسا ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا چلا جائے گا کہ جن سے لِلّٰہ عداوت ہو اللہ اپنے فضل سے ان کے درمیان اور تمہارے درمیان محبت ڈال سکتا تھا، ڈالتا تھا اور آئندہ بھی ڈالتا رہے گا کیونکہ اللہ ہمیشہ قدرت رکھنے والا ہے اس کی قدرتیں ختم نہیں ہو چکیں۔ وہ جو چیز کرنا چاہے اس پر قدرت رکھتا ہے، رکھتا تھا اور آئندہ بھی رکھے گا اور یہ صفت بھی اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ جاری و ساری ہے کہ وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اب ایک بہت ہی تنبیہ والی آیت ہے جو مومنہ عورتوں سے بیعت کے وقت رسول اللہ ﷺ الفاظ فرمایا کرتے تھے اس آیت میں وہ الفاظ بیان فرمائے گئے ہیں۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ﴾۔ اگر تیرے پاس مومنات آئیں اور یہ عہد کریں، اس بات پر بیعت کریں کہ وہ کبھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی وَلَا يَسْرِقْنَ اور چوری نہیں کریں گی۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ یہاں عورتوں کی بیعت میں چوری نہ کرنے کا عہد ہے اور مردوں کی بیعت میں یہ عہد نہیں ہے۔ یہ کیا وجہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عورتوں کو گھر میں خاوندوں کی چھوٹی چھوٹی چوریاں کرنے کی عادت ہوتی ہے اور وہ سمجھتی ہیں کہ یہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دلوں کے حال جانتا تھا اور وہ جانتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ چوریاں تم چھوٹی موٹی کرتی رہتی ہو یہ بھی عہد کرو کہ یہ چوریاں بھی نہیں کرو گی۔ جو کچھ گھر میں بچاؤ گی خاوند کو بتا کے بچاؤ گی۔

وَلَا يَزْنِيْنَ اور زنا نہیں کریں گی ﴿وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ﴾ اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ یعنی اپنی اولاد کو قتل کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ سچ مچ ذبح کر دیں۔ مطلب یہ ہے کہ لاڈ اور پیار زیادہ کر کے ان کو گمراہ نہیں کریں گی۔ یہ نہیں ہوگا کہ لاڈ اور پیار کے ذریعہ وہ ہلاک ہو جائیں اور اس کے نتیجہ میں پھر وہ تمہارے ہاتھ سے بھی نکل جائیں، تمہارے پاؤں تلے سے جنت لینے کی بجائے جہنم لے لیں اور اس کے سوا ﴿وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ﴾ اور یہ بھی شاید عورتوں میں زیادہ عادت ہے کہ دوسری عورتوں پر بہتان باندھ دیتی ہیں۔ فرمایا یہ بھی عہد کریں کہ بہتان نہیں باندھیں گی۔ بہتان سے کیا مراد ہے ﴿يَفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ﴾ وہ اپنے ہاتھ پاؤں کے سامنے نئی بات گھڑ لیں حقیقت سے اس کا کوئی تعلق بھی نہ ہو۔

﴿وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ﴾ اور معروف کام میں تیری اطاعت کریں گی اور تیری نافرمانی نہیں کریں گی۔ اگر یہ عہد کریں ﴿فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ﴾ ان کی بیعت لے لیا کر اور ان کے لئے استغفار کر۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہ جو معروف والا مسئلہ ہے یہ ایسا ہے جو مردوں کی بیعت میں بھی لیا جاتا ہے۔ ہم معروف کام میں انکار نہیں کریں گے۔ یہ بھی سمجھانے والی بات ہے کہ معروف کیا چیز ہے۔ قرآن کریم نے تمام حرام کھول کر بیان کر دئے ہیں، تمام طیّبات کھول کر بیان کر دئے ہیں۔ وہ معروف اپنی ذات میں تو ہیں ہی لیکن یہاں لفظ معروف سے یہ مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ ان تمام قرآنی احکام اور سنتوں کے علاوہ اگر تمہارا امام تمہیں کوئی حکم دے جو عرف عام میں اچھا ہو اور ضروری نہیں کہ عین شریعت کے مطابق تمہیں دکھا سکے کہ فلاں جگہ یہ حکم ہے تب بھی تم اطاعت کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر بار بار رحم فرمائے گا۔

اور اس کا ذکر ایک حدیث میں بھی آتا ہے جسے حضرت اُمَيْمَه بِنْت رُقَيْقَه بیان کرتی ہیں۔ کہتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ انصاری عورتوں کے ساتھ بیعت کے لئے حاضر ہوئی۔ ہم عورتوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کی بیعت کرتی ہیں اس بات پر کہ خدا تعالیٰ کا کسی چیز کو بھی شریک نہیں قرار دیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی اور نہ ہی جانتے بوجھتے ہوئے ہم بہتان طرازی کریں گی اور معروف باتوں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی کہو کہ جس حد تک تم استطاعت اور طاقت رکھو گی اس حد تک۔

اب یہ الفاظ وہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی بیعت میں داخل فرمائے ہیں اور بہت اہم ہیں ورنہ بیعت کرنے کی کسی کو جرأت ہی نہ ہو کیونکہ بیعت کے بعد کئی کمزوریاں ظاہر ہو جاتی ہیں اور انسان عہد بیعت پر قائم نہیں رہ سکتا۔ پھر توبہ کرتا ہے پھر توڑ دیتا ہے تو اس لئے اس کی بیعت تو اسی وقت ختم ہو گئی جب بظاہر اس نے اپنی توبہ کو چھوڑ دیا اور دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب کیا جس سے توبہ کی تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو یہ کہا کرو جس حد تک ہمیں استطاعت ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس حد تک ہم توبہ کریں گے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی الفاظ بیعت میں استطاعت کی شرط رکھ دی ہے۔ جس حد تک توفیق ہوگی اس حد تک ہم یقینی کوشش کریں گے، دیانتداری سے کوشش کریں گے کہ ان گناہوں کا ارتکاب نہ کریں۔

جب رسول اللہ ﷺ کی بیعت کے لئے خواتین نے ہاتھ بڑھائے تو آپؐ نے فرمایا میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ میرا سو (۱۰۰) عورتوں کو ایک بات کہنا ایسا ہی ہے جس طرح کہ ایک عورت کو کچھ کہا ہو (سنن نسائی کتاب البیعۃ باب بیعۃ النساء)۔ تو مطلب یہ ہے کہ جو بھی میں الفاظ دہراتا ہوں تم دہرا چکی ہو اور خواہ تم ایک ہو یا سینکڑوں ہو تم سب کے لئے وہی الفاظ کافی ہیں اور الفاظ 'میں ہاتھ نہیں بڑھاتا'۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت تھی کہ غیر عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتے تھے۔ اور اس کے نتیجہ میں بعض لوگوں میں یہ رواج ہی پڑ گیا ہے بعض شیعہ فرقوں میں ایسا رواج ہے کہ وہ اپنا کپڑا آگے کر دیتے ہیں اور عورتیں اس کپڑے کو پکڑ لیتی ہیں گویا یہ تعلق قائم ہو گیا مگر اس کی بھی ضرورت نہیں ہے زبانی بیعت بہت کافی ہے۔ اور بعض دفعہ میں بھی ایسا کرتا ہوں کہ اگر عورتوں کا دل چاہے ہاتھ ملانے کا تو میں اپنی کسی بچی کا ہاتھ پکڑ لیتا ہوں اس بچی کا ہاتھ دوسری عورتیں پکڑ لیتی ہیں اس طرح انہیں ایک ظاہری رشتہ کی تسکین مل جاتی ہے کہ ہمارا ایک ظاہری رشتہ بھی ہو گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

"حضرت صاحب نے بھی شرائط بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے اس میں ایک سرّ ہے" (بدر ۲۱/اکتوبر ۱۹۰۹ء)۔ وہ سرّ کیا ہے وہ میں بیان کر چکا ہوں کہ جب امام جس کی تم نے بیعت کی ہوئی ہے ایسی بات کا کوئی حکم دے جو یقینی طور پر شریعت اور سنت میں سے دکھا نہ سکے کہ یہاں حکم ہے لیکن اچھی بات ہو تو اس اچھی بات پر بھی عمل کیا کرو۔

معاندین احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

ESTD:1898

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

ایک اور آیت ہے سورۃ التغابن کی ﴿یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو یقیناً تمہارے ازواج میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ یاد رکھو سب دشمن نہیں ہیں مگر اولاد میں سے اور ازواج میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں جن کی محبت میں تم اللہ کے احکامات بھلا دیتے ہو اور ان کے پیار میں خود اپنے نفس پر زیادتی کرتے ہو۔ پس ایسے دشمنوں سے بچ کر رہو یعنی ان عورتوں اور بچوں کی لاڈ کی وجہ سے تربیت خراب نہ کرو اور ان سے بچ کر رہو۔ اور اگر کوئی ان سے غلطی سرزد ہوتی ہے تو عفو سے کام لیا کرو اور درگزر کیا کرو اور معاف کر دیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی تو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پس تم اپنی اولاد سے اور اپنی بیویوں سے ایسا سلوک کرو گے تو اللہ کی رحمت کے امیدوار رہنا۔ تو خدا تعالیٰ بھی تمہیں معاف فرما دے گا۔

ایک آیت ہے قرآن کریم کی لمبی آیت ﴿اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ. وَاللّٰہُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ. عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْکُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ. عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ. فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ. وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا. وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا. وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ. اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (المزمل:۲۱)۔ ایک لمبی آیت ہے اس کے آخر پر غفور رحیم آتا ہے لیکن جب تک پہلے سارا مضمون بیان نہ کیا جائے اس وقت تک غفور رحیم پڑھنے کے موقع کی سمجھ نہیں آئے گی۔ اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ویسے بھی تمام مومنوں کو معلوم ہونا چاہئے کیونکہ ان کو پتہ چلنا چاہئے کہ تہجد کا وقت کتنا ہوتا ہے، کب پڑھنی چاہئے اور یہ بھی پتہ ہونا چاہئے کہ دن رات بدلتے رہتے ہیں اس کے لحاظ سے تہجد کا وقت کبھی لمبا بھی ہو سکتا ہے کبھی چھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یقیناً تیرا رب جانتا ہے کہ تو دو تہائی رات کے قریب یا اس کا نصف یا اس کا تیسرا حصہ کھڑا رہتا ہے۔ دو تہائی رات کی، بہت لمبا عرصہ ہے تہجد کا۔ یا اس کے قریب یا اس کا نصف یا اس کا تیسرا حصہ کھڑا رہتا ہے۔ اب دراصل یہ دن رات کے بدلنے کی وجہ سے ایسا ہوتا تھا۔ جو گرمیوں کی راتیں چھوٹی ہوتی ہیں اور دن لمبے ہوتے ہیں ان راتوں میں دو تہائی بھی بہت ہوتا ہے یعنی دو تہائی کھڑا ہونا جب راتیں چھوٹی ہوں واقعۃً انسان کھڑا ہو سکتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ بھی تھے جو ایسا ہی کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ رات اور دن کو گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ تم ہرگز اس طریق کو نبھا نہیں سکو گے یعنی تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرح اتنی مشقت نہیں کر سکو گے جیسی وہ مشقت اپنے اوپر ڈالتا ہے۔ پس وہ تم پر عفو کے ساتھ جھک گیا ہے۔ پس قرآن میں سے جتنا میسر ہو پڑھ لیا کرو۔ وہ جانتا ہے کہ تم میں سے مریض بھی ہونگے اور دوسرے بھی جو زمین پر اللہ کا فضل چاہتے ہوئے سفر کرتے ہیں۔ اب سفر کی حالت کے تہجد اور ہیں، عام دنوں میں گھروں میں انسان بیٹھا ہو تو اس کے تہجد کچھ اور ہیں۔ اور کچھ اور بھی جو خدا کی راہ میں قتال کریں گے۔ اب جہاد کے وقت کا تہجد پڑھنا بالکل اور مضمون ہے۔ پس اس میں سے جو میسر آئے یعنی قرآن کریم میں سے جس حد تک بھی میسر آئے پڑھ لیا کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرضہ حسنہ دو۔

قرضۂ حسنہ کی اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے۔ قرضۂ حسنہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی خاطر اپنے پاک مال میں سے اس کی راہ میں غریبوں اور دوسرے انسانوں کو اس طرح ادا کرو جس طرح اس نے ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے اس کو قرضہ حسنہ کہتا ہے۔ اب قرضۂ حسنہ پر سود نہیں ہوتا لیکن جو اللہ تعالیٰ کو قرض دیا جائے وہ حسنہ کی نیت سے دینا چاہئے، اس نیت سے نہیں دینا چاہئے کہ اس کو خدا تعالیٰ بڑھا دے گا۔ مگر جب دو گے تو تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت بہتر اور اجر کے لحاظ سے عظیم تر پاؤ گے۔ وہ باوجود اس کے کہ شرط نہیں کی ہوئی کہ میں اس کو بڑھاؤں گا مگر ویسے مومنوں سے وعدہ کیا ہوا ہے یعنی مومن اس شرط سے نہیں دیتا کہ وہ بڑھائے گا مگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تم مجھے دو میں اپنے فضل اور رحمت کے نتیجہ میں تمہارے لئے بہت بڑا اجر مترتب کروں گا۔ پس اللہ سے بخشش طلب کرو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

پس بخشش طلب کرنا دراصل تہجد کی نماز کے استغفار سے تعلق رکھتا ہے اور دن بڑے ہوں یا چھوٹے ہوں، راتیں لمبی ہوں یا چھوٹی ہوں، تہجد کی نماز کی عادت ڈالنی چاہئے اور اس میں استغفار سے کام لینا چاہئے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کو آپ ہمیشہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا پائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”حدیث شریف میں ہے کہ ”طُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِی صَحِیْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا خوشخبری ہو اس کے لئے جس نے اپنے نامۂ اعمال میں استغفار کو کثرت سے پایا۔........ استغفار کے معنے ہوئے حفاظت طلب کرنا گناہوں سے اور اس کے بدنتائج سے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے استغفار کے یہی معنے ہیں“ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۸/مارچ ۱۹۱۲ء)۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ نعوذ باللہ من ذلک گنہگار تھے اس لئے آپ کو بار بار استغفار کرنا پڑتا تھا بلکہ معنے یہ ہیں کہ اے اللہ جس طرح پہلے تو نے مجھے گناہوں سے پاک رکھا ہے آئندہ زندگی میں بھی ہمیشہ مجھے گناہوں سے پاک رکھنا یعنی میرے گناہ مجھے چھو بھی نہ سکیں۔

پچھلی دفعہ گفتگو بہت لمبی ہو گئی تھی۔ اس دفعہ میں نے باقی رحیمیت کا مضون دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ ایک حصہ اب ہے ایک حصہ انشاء اللہ اگلے جمعہ میں بیان کیا جائے گا اس کے بعد رحمانیت کے اوپر پھر دوبارہ کچھ کہنا پڑے گا کیونکہ مَیں نے پہلے رحمانیت کا ذکر مختصر کیا تھا اب ان آیات کا دوبارہ ذکر کروں گا جو پہلے بیان نہیں ہوئیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ توفیق دے گا تو انشاء اللہ یہ مضمون بہت لمبے عرصہ تک جاری و ساری رہے گا۔ ابھی تو صرف رحیمیت پر بات ہو رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات میں سے کم سے کم ننانوے نام ہیں تو اندازہ کریں کہ یہ مضمون کتنا لمبا ہو گا۔ آئندہ خلفاء کو بھی خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا تو اسی مضمون کو آئندہ جاری رکھیں گے۔

کیرلہ سے ایک اور ماہوار رسالہ ”ستیہ مترم“ کا اجراء

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ سے پچھلے ۷۰ سالوں سے مالایالم زبان میں ستیہ دوتن (Sathya Doothan) کے نام سے ایک ماہنامہ رسالہ شائع ہو کر بہت ساری سعید روحوں کی بیعت کرنے کا ذریعہ بن رہا ہے۔ نیز کئی سالوں سے انگریزی زبان میں Minarat کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ بھی شائع ہوتا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کیرلہ کی طرف سے الحق نامی ایک Bulleten شائع ہوتا ہے۔ اِس میں مفید مضامین کے علاوہ کیرلہ جماعتوں کی تبلیغی و تعلیم و تربیت کی رپورٹیں بھی شائع ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں کچھ عرصہ تک مجلس انصار اللہ کی طرف سے انصار نامی ایک سہ ماہی رسالہ شائع ہوتا تھا۔ جو کسی وجہ سے بند ہو گیا۔ اب دوبارہ مجلس انصار اللہ کی طرف سے ستیہ مترم (Sathya Mithram) کے نام سے ایک ماہانہ رسالہ کا اجراء ہوا ہے۔

اس کی رسم اجرائی کی تقریب مورخہ ۱۵/ جولائی ۲۰۰۱ء صبح ۱۱ بجے مکرم بی ایم کویا صاحب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کیرلہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت و نظم خوانی کے بعد مکرم بی ایم کویا صاحب ایڈیٹر رسالہ ستیہ مترم نے مختصر خطاب کرنے کے بعد محترم صوبائی امیر صاحب سے اس کی رسم اجرائی کی درخواست کی چنانچہ موصوف نے مکرم و محترم چوہدری محمد عارف صاحب ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اس رسالہ کی ایک کاپی دے کر رسم اجرائی کی۔ اس موقعہ پر محترم امیر صاحب کے علاوہ مکرم ناظر صاحب، مکرم عبد الرحمٰن صاحب ایڈیٹر Padayali اور خاکسار نے اس رسالہ کی اجرائی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے موقعہ و محل کے مطابق تقریر کی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس رسالہ کو بھی بہتوں کی ہدایت کا موجب بنا دے آمین۔

(محمد عمر چیف ایڈیٹر رسالہ ستیہ دوتن)

درخواست دعا

خاکسار اپنے گھر کے تمام افراد کی صحت و سلامتی درازی عمر بہنوں کے اچھے رشتے ہونے بھائی کے نیک و سچے خادم دین بننے کے لئے کاروبار میں برکت کے لئے دُعا کی درخواست کرتا ہے۔ (اعانت بدر-/100)

(ایس۔ بی مبارک احمد شموگہ)

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 2370505

یاد رکھیں اب زیادہ دیر تک مسلمانوں کو گمراہ نہیں کیا جاسکتا!

ایڈیٹر روزنامہ ''رہنمائے دکن'' حیدرآباد کے نام محترم ناظر صاحب اصلاح وارشاد قادیان کا ایک کھلا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم جناب سید وقار الدین صاحب ایڈیٹر روزنامہ اخبار ''رہنمائے دکن'' حیدرآباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ عرصہ سے آپ کے اخبار ''رہنمائے دکن'' میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے خلاف یکطرفہ نہایت گندے الزامات اور اتہامات اور سیاق وسباق سے کانٹ چھانٹ کرکے بے بنیاد من گھڑت عقائد جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کرکے شائع کئے جارہے ہیں۔ نہ معلوم اس سے مسلمانوں کی کس نوعیت کی ''رہنمائی'' مراد ہے۔ آپ کا اخبار سیاسی ہے یا مذہبی، فرقہ وارانہ نمائندگی کا حامی ہے یا سیکولرازم کا علمبردار، جو بھی ہے کم از کم یکطرفہ اشتعال انگیزی کا صحافت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے!

بہت سے مسائل ہیں جن سے آج اُمت محمدیہ دوچار ہے۔ بہتر 72 فرقوں میں منقسم اس اُمت مرحومہ کا انگ انگ ٹوٹ کر بکھر چکا ہے۔ بہتر تھا کہ جن اُمور میں آپ کو بصیرت حاصل ہے اُن میں اُمت کی رہنمائی فرماتے اور جس کوچہ سے آشنائی نہ ہو اور جو مقامِ خوف ہو، اس میں قدم رکھنے سے احتراز فرماتے۔

اسی ماہ جولائی میں جماعت احمدیہ حیدرآباد کے سرکردہ اصحاب کے ایک وفد نے مرکز قادیان کے نمائندہ کی قیادت میں آنمکرم سے ملاقات کرکے استدعا کی تھی کہ یکطرفہ اشتعال انگیزی کا طریق صحافت کے منافی ہے اس پر آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا لیکن چند ہی دن گزرے تھے کہ پھر وعدہ خلافی کی گئی......!!! اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ وقفہ وقفہ سے جماعت کے خلاف مختلف ذرائع سے آپ مسلمانوں کی غلط رہنمائی پر کمربستہ نظر آتے ہیں نہ معلوم اس کے پیچھے مسلمانوں کی ہمدردی کا جذبہ ہے یا کوئی اور ''مخفی عوامل'' کارفرما ہیں۔

بہرحال اگر مذہبی لحاظ سے رہنمائی کا فخر حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انصاف کا تقاضا ہے کہ تصویر کے دونوں رخ عوام کے سامنے رکھیں۔ جو باتیں جماعت احمدیہ کے خلاف آپ شائع کروا رہے ہیں۔ وہ سو سال سے دہرائی جارہی ہیں۔ ہر الزام کا ہر پہلو سے کافی جواب دیا جاچکا ہے۔ جماعت کے پاس بے شمار لٹریچر شائع شدہ موجود ہے کئی مناظرے ہوئے مباحثے ہوئے حتیٰ کہ کئی مباہلے بھی ہوچکے ...... پاکستان کے ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے دور میں قومی اسمبلی کے ذریعے اور پھر جنرل ضیاء الحق صاحب کے دور میں آرڈیننس کے ذریعے مسلمانوں کو ''قادیانی فتنے'' سے محفوظ رکھنے کیلئے جو ''خدمت'' کی گئی ہے اس سے زیادہ کسی کو کیا توفیق مل سکتی ہے......!

اس کے شیریں یا تلخ ثمرات سے یقیناً آپ بے خبر نہیں ہوں گے۔ بھٹو صاحب اور جنرل صاحب کا جو انجام ہوا اس کو چھوڑیئے۔ آپ کے نزدیک تو یہ محض اتفاقی حادثات ہوں گے۔ مگر یہ تو دیکھنا چاہئے کہ حکومتی سطح پر چلائی جانے والی اس زبردست مخالفانہ مہم کے بعد تو جماعت احمدیہ کا وجود کم از کم پاکستان سے تو مٹ جانا چاہئے تھا۔ لیکن یہ درخت جس کو خدائے عزیز وقدیر نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے نہ صرف وہاں بھی سرسبز وشاداب ہے بلکہ اب تو دُنیا کے 176 ممالک میں اسکی شاخیں پھیل چکی ہیں اور جماعت احمدیہ 53 زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرواکے اور سیٹلائٹ کے ذریعے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل MTA کے نام سے TV چینل پر دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کا عظیم کارنامہ سرانجام دیتے ہوئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا جھنڈا چار دانگِ عالم میں لہرا رہی ہے۔ الحمدللہ۔

ہندوستان میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جسقدر ہمارے مخالف مولانا صاحبان پرانے گھسے پٹے اعتراضات کو لیکر اُچھال رہے ہیں اور تحفظ ختم نبوت کے نام پر اُمت محمدیہ کو جس رنگ میں مشتعل کرنے کی کوشش کررہے ہیں اُتنا ہی سعید روحوں میں ایک جوش اور ہیجان پیدا ہورہا ہے کہ آخر کیا بات ہے جو تمام فرقے اس ایک جماعت کے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑ گئے ہیں اور جب وہ مخالفانہ مضامین کو پڑھ اور سن کر تحقیق کے لئے آگے بڑھتے ہیں تو اصل حقیقت کا پتہ لگ جاتا ہے کہ یقیناً مولوی جھوٹے ہیں اور جماعت احمدیہ ہی سچی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے ہر صوبے میں لکھوکھا مسلمان اس جماعت میں داخل ہوتے چلے جارہے ہیں۔ جس کا ہمارے مخالف مولویوں کو نہ صرف اعتراف ہے بلکہ ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہوچکی ہیں لیکن دل کو بہلانے کیلئے اس کی یہ تاویل کرلیتے ہیں کہ گاؤں دیہات کے غریب اور ان پڑھ مسلمانوں کو لالچ دیکر جماعت احمدیہ میں داخل کیا جارہا ہے۔۔ حالانکہ گاؤں دیہات کے یہ سادہ اور غریب مسلمان ہی تو مولویوں کی اصل طاقت ہیں۔ جو بےچارے نکاح پڑھوانے۔ اور مُردوں کے جنازے پڑھوانے بیسواں چالیسواں اور تعویذ گنڈوں وغیرہ کیلئے مولویوں کے محتاج ہیں۔ جب یہ بیچارے ان مولویوں کے استحصال سے آزاد ہورہے ہیں تو ان مولوی صاحبان کو فکر پڑنی لازمی تھی۔ لیکن یاد رکھیں اب زیادہ دیر تک مسلمانوں کو گمراہ نہیں کیا جاسکتا۔

اگر آپ دیانتداری کے ساتھ مسلمانوں کی رہنمائی کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ غیر جانبدارانہ طور پر دونوں طرف کی آراء کو شائع کریں۔ یا پھر اس مقامِ خوف سے باہر نکل آئیں۔ ورنہ خدشہ ہے کہ آپ کا اخبار دکن کی رہنمائی کے بجائے گمراہی کا ذریعہ نہ بن جائے......!

فی الحال ایک مضمون بعنوان ''عاشق رسولؐ ہی مسیح ومہدیؑ آخری الزمان ہے'' آپ کی خدمت میں ارسال کررہا ہوں اس اُمید کے ساتھ کہ جہاں جماعت احمدیہ کی مخالفت میں متعدد اشتعال انگیز مضمون آپ شائع کرچکے ہیں وہاں اس خط کے ساتھ ہمارا بھی ایک مضمون شائع کرکے ثواب دارین حاصل کریں۔

والسلام خاکسار

(محمد انعام غوری ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

عاشق رسولؐ ہی مسیح ومہدیٔ آخرالزمان ہے

از۔ مکرم محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد قادیان

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت محمدیہ کی اصلاح اور غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم سر کرنے کیلئے ایک امام مہدی کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ نیز یہ بھی وضاحت فرمادی ہے کہ امام مہدی مسیح ابن مریم کی صفات کا بھی حامل ہوگا۔ اور جہاں اُمت محمدیہ کے اندرونی اختلافات کو بطور حکم وعدل دور کرکے اُمت سے فرقہ بندی کو ختم کرے گا۔ وہاں صحابہ رضوان اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلنے والی ایک پاک جماعت بھی قائم کرے گا۔ اور دوسری طرف بیرونی طور پر بالخصوص عیسائیت کے غلبہ کے زمانہ میں صلیبی مذہب کے بطلان کو ثابت کرکے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کے سامان کرے گا۔ انہی دو اہم خدمات جلیلہ کی مناسبت سے اس مصلح آخر الزمان کا نام مسیح اور مہدی ظاہر فرمایا گیا ہے۔

لیکن بدقسمتی سے اس واضح اور آسانی سے سمجھ آنے والی حقیقت کے برعکس عامۃ المسلمین یہ عقیدہ اپنائے انتظار گاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ دو ہزار سال پہلے ظاہر ہونے والے مسیح ابن مریم جو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے وہ واقعہ صلیب کے وقت زندہ بجسم عنصری آسمان پر اٹھالئے گئے تھے۔ اور آج تک آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آخری زمانہ میں اسی جسم کے ساتھ زندہ اترنے والے ہیں اور دوسری طرف خانہ کعبہ سے ایک شخص امام مہدی کے طور پر ظاہر ہوگا۔ جس کا نام بمطابق حدیث نبوی محمد ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔ اور یہ دونوں یعنی مسیح ابن مریم اور امام مہدی مل کر خونی جنگیں کریں گے۔ اور بالآخر ان کے ہاتھ پر اسلام کو غلبہ نصیب ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ جبکہ یہ سب خیالات من گھڑت اور نصوص قرآنی اور احادیث نبوی کے منشاء کے صریح خلاف ہیں۔

قرآن کریم اور احادیث نبوی کی روشنی میں امام آخر الزمان کے متعلق دی گئی بشارت اور عظیم الشان پیشگوئی کو سمجھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس حقیقت پر کامل یقین رکھا جائے کہ سیدنا حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ انسان کامل ہیں جن پر انسانیت کے تمام تر کمالات ختم ہوگئے اور آپ ہی وہ افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہیں کہ جن پر نبوت کے تمام کمالات اپنی انتہا اور تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ اب جو بھی مرتبہ قرب الٰہی کا عطا ہوگا وہ صرف اور صرف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین کو ہی عطا ہوسکتا ہے۔ کسی بھی غیر امتی کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس بنیادی حقیقت کو قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات آشکار کررہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيم صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہ اے خدا تو ہمیں ان لوگوں کے سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ جس پر چل کر انہوں نے تیرے انعامات حاصل کئے۔

۲۔ سورۃ فاتحہ کی مذکورہ دعا میں جس منعم علیہ گروہ کا ذکر فرمایا گیا ہے اس کی تفصیل سورۃ النساء کی آیت 70 میں یوں بیان ہوئی ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيْقًا۔

ترجمہ:۔ اور جو بھی اللہ اور اس رسولؐ کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ال عمران کی ایت ۳۲ میں آنحضرت ﷺ کو یہ اعلان کرنے کی ہدایت فرمائی۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ: تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

۴۔ سورۃ جمعہ میں آنحضرت ﷺ کی ایک بعثت اُمیین میں بتائی گئی ہے۔ تو دوسری بعثت کا آخرین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

(الجمعہ آیت 3 تا 5)

ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے امی لوگوں میں سے انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔

یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا آخرین میں خود حضرت محمد ﷺ ہی دوبارہ تشریف لائیں گے؟ ظاہر ہے یہ عقیدہ غیر اسلامی ہے۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ آپؐ ہی کا ایک اُمتی اور ظل اور بروز کامل آخرین میں مبعوث ہوگا۔ جو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد ﷺ کی ذات و صفات میں اس قدر فنا ہو جائے گا کہ اس کا آنا گویا خود محمد ﷺ کی بعثت کے مترادف ہوگا۔ اس کے سوا اس آیت کریمہ میں دئے گئے وعدہ کا او کوئی مطلب نکل ہی نہیں سکتا اس کی تفصیل آگے چل کر ایک حدیث نبوی کی روشنی میں بیان ہوگی۔ مذکورہ چاروں آیات قرآنی سے یہ صداقت روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آئندہ جو بھی روحانی مرتبہ کسی کو عطا ہوگا وہ امت محمدیہ کے ان افراد کو ہی عطا ہو سکتا ہے جو آنحضور ﷺ کے کامل متبعین اور محبان رسول ہوں گے نیز یہ کہ آنحضرت ﷺ کی روحانی توجہ اور قوت قدسیہ کے فیض سے ایک محب اور عاشق رسول اور کامل متبع صالح بن سکتا ہے شہید بن سکتا ہے اور صدیق بن سکتا ہے حتیٰ کہ نبوت کے مقام پر بھی فائز ہو سکتا ہے لیکن وہ نبوت بلاواسطہ اور نئی شریعت کی حامل نہیں ہو سکتی بلکہ آئندہ جو بھی آئے گا وہ آنحضور ﷺ کا امتی اور آپ کے فیضان نبوت سے فیضیاب ہو کر امتی نبی کے منصب پر فائز ہوگا۔

ان واضح بشارتوں اور وضاحتوں کے باوجود یہ خیال کرنا کہ امت محمدیہ کی اصلاح اور آخری زمانہ میں فتنہ دجال کے قلع قمع اور کسر صلیب کے لئے اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کیلئے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دوبارہ تشریف لائیں گے جو دو ہزار سال قبل بنی اسرائیل کی اصلاح کیلئے بھیجے گئے تھے اور اُمت محمدیہ کا کوئی فرد اس منصب کا اہل نہ ہو سکے گا تو یہ عقیدہ صریح طور پر اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہتک خاتم الانبیاء کے مترادف ہے۔

اب آیئے اس مضمون کو احادیث نبوی کی روشنی میں مزید وضاحت کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۱۔ سورۃ جمعہ میں دی گئی جس بشارت کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اس کی تشریح صحیح بخاری کی مندرجہ ذیل حدیث کر رہی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَأَ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ رَجُلٌ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى سَأَلَهُ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ و مسلم کتاب الفضائل باب فضل فارس نیز یہ مشہور ترین حدیث ترمذی اور نسائی میں بھی موجود ہے۔)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپ نے آیت و آخرین منہم کی تلاوت فرمائی جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض دوسرے لوگوں میں بھی مبعوث فرمائے گا۔ (جن کو آپ کتاب و حکمت سکھائیں گے اور پاک کریں گے) جن کا زمانہ صحابہ کے بعد ہے۔ اس پر ایک شخص نے سوال کیا کہ اے خدا کے رسول یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ اس سائل نے دو تین مرتبہ یہ بات پوچھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان سلمان فارسی موجود تھے نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان فارسیؓ پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا ستارہ کی بلندی تک بھی چلا گیا تو ان لوگوں یعنی قوم سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے ایک مرد کامل یا کچھ لوگ اسے واپس لے آئیں گے (اور قائم کریں گے)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دوسری بعثت ایک ایسے وجود کے ذریعہ ہوگی جو عربی نہیں بلکہ عجمی ہوگا اور سلمانؓ فارسی کی قوم میں سے ہوگا۔

۲۔ انہی سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہوسلم نے ایک اور موقعہ پر ان کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ سلمان منا اہل البیت کہ سلمان (فارسی) ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔ (مستدرک کتاب معرفۃ الصحابۃ ذکر سلمان فارسی)

۳۔ ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ظلم و جور کے دور میں اپنے اہل بیت میں سے ایک موعود کی بعثت کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمایا ہے:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ رَجُلًا مِنِّيْ اَوْ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِيْ وَاسْمُ اَبِيْهِ اسْمَ اَبِيْ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا۔ (ابوداؤد کتاب المہدی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا سے اگر ایک دن بھی باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا یہاں تک کہ وہ مجھ سے یا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا۔ اس کا نام میرا نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی اور مسند احمد میں بھی موجود ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کی وہ روایت قبول کی اور اسے صحیح قرار دیا جس میں صرف اسمہ اسمی آیا ہے۔ ''اسم ابیہ اسم ابی یعنی اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا'' کے الفاظ موجود نہیں۔ اسی طرح احمد بن حنبل نے بھی اسمہ اسمی والی روایت بیان کی ہے۔

(مسند احمد جلد ا ص ۳۶۷ دار الفکر العربی بیروت)

اس حدیث میں بھی بڑی قطعیت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے ہمرنگ روحانی فرزند کی خبر دی گئی ہے۔ پھر اس موعود کا کام قیام عدل و انصاف بیان کیا گیا ہے۔ جو اس کے مہدی ہونے پر دلیل ہے۔ جہاں تک اپنے نام کے ساتھ مماثلت کا سوال ہے کہ اس کا نام میرا نام ہوگا کے الفاظ میں اس آنے والے کے نام کی محض ظاہری مماثلت مقصود نہیں اور نہ ہی یہ کسی روحانی مرتبہ کے لئے کافی ہو سکتی ہے بلکہ یہاں روحانی موافقت کا مضمون غالب ہے یہی وہ حقیقت ہے کہ جسے علمائے اسلام نے بھی بیان فرمایا ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مہدی کو رسول کریم ﷺ کا بروز قرار دیا ہے۔

(التفہیمات الالہیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ مطبوعہ اکادمیہ شاہ ولی اللہ صدر حیدر آباد سندھ ۱۳۸۷ھ)

اسی موعود کا ذکر ایک اور حدیث میں عیسیٰ کے نام سے فرمایا گیا ہے اور اس میں بھی آنحضرت ﷺ نے اس کو اپنا ظل اور بروز کامل قرار دیتے ہوئے یہاں تک فرمایا ہے کہ وہ موعود میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا۔ وہ حدیث یہ ہے کہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ: يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيْ فِيْ قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ۔

(الوفاء باحوال المصطفیٰ جلد ۲ صفحہ ۸۱۴ از ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ و مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ صفحہ ۴۸۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہؓ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے (یعنی تشریف لائیں گے، مبعوث ہوں گے کیونکہ عزت و شرف کیلئے نزول کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اسی مضمون میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے) پس وہ شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ اور وہ پینتالیس سال رہیں گے پھر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن کئے جائیں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان سے اٹھیں گے۔ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور ان کی بعض ذاتی علامات اور خصوصیات کا ذکر ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام یہاں بطور مثیل کے استعمال کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ مثیل ابن مریم کی مسیح اول سے کئی مشابہتیں رکھنے کے باوجود مغایرت بھی لازم ہے۔ مثلاً مسیح موعود مجرد نہیں ہوں گے۔ بلکہ شادی کریں گے اور مبشر اولاد پائیں گے جو ان کے مشن اور کام کو جاری رکھنے والی ہوگی۔ اور مسیح موعود زمین میں (دعویٰ ماموریت کے بعد پینتالیس سال ٹھہریں گے (اکثر روایات میں یہ مدت چالیس سال مذکور ہے) پھر اسی دنیا میں نیک انجام کے ساتھ طبعی موت کے ساتھ وفات پائیں گے یعنی قتل نہیں ہوں گے اور موت کے بعد بھی ان کا انجام نہایت شاندار ہوگا۔ کہ وہ محمد ﷺ کے ساتھ

روحانی قبر میں دفن کئے جائیں گے۔ اگر اس حدیث کے ظاہری معنی مراد لئے جائیں تو یہ ایسی مضحکہ خیز بات ہو جاتی ہے کہ گویا آنے والے موعود کی صداقت اور سچائی اُس وقت تک ثابت نہ ہو سکے گی جب تک وہ وفات پا کر نعوذ باللہ آنحضور ﷺ کے مزار مبارک واقعہ مدینہ منورہ کو اکھیڑ کر اس میں دفن نہ کر دئے جائیں۔ پس یہاں اصل مسیح ابن مریم کا ذکر نہیں ہو رہا بلکہ ایک ایسے موعود کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ جو اپنے منصب اور کاموں کے لحاظ سے ایک طرف مسیحی صفات اپنے اندر رکھتا ہو تو دوسری طرف آنحضرت ﷺ کا اس قدر محبوب اور بروز کامل ہوگا کہ اس کا آنا گویا خود محمد ﷺ کا آنا ہوگا اور وفات کے بعد بھی اس کی روح اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے گی۔ مذکورہ احادیث سے ظاہر ہے کہ موعود امام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض موقعہ پر اپنے اہل بیت سلمان فارسی کی قوم کا فرد ظاہر فرما رہے ہیں۔ اور عدل و انصاف کو قائم کرنے والا امام مہدی قرار دے رہے ہیں۔ اور بعض مواقع پر اسی موعود کو مسیح ابن مریم کے نام سے یاد فرما کر اپنے سے اس قدر مشابہ قرار دیتے ہیں کہ گویا وہ بعد وفات آپ کی قبر میں آپ کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ دو الگ الگ وجود ہوں گے یا ایک ہی شخص کی دو مختلف حیثیتیں بیان فرمائی جا رہی ہیں لیکن جیسا کہ ابتداء میں ذکر ہو چکا ہے کہ بدقسمتی سے اکثر مسلمان اسی عقیدہ پر جمے ہوئے ہیں کہ یہ دو الگ الگ وجود ہوں گے ایک عیسیٰ ابن مریم جو آسمان سے زندہ بجسم عنصری نازل ہونے والے ہیں اور دوسرے خانہ کعبہ سے محمد بن عبداللہ کے نام سے امام مہدی ظاہر ہوں گے۔ لیکن مذکورہ احادیث پر بصیرت کی نگاہ ڈالنے سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ امام موعود دراصل ایک ہی شخص ہے چنانچہ خود آنحضور ﷺ نے اس غلط فہمی کا ازالہ بھی فرما دیا ہے۔ چنانچہ حدیث کی مشہور کتاب ابن ماجہ میں یہ حدیث آتی ہے۔

عن اَنَس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ اَنَّ رَسول اللّٰہ ﷺ قال لا یَزْدَادُ الاَمْرُ الّا شِدَّۃً ولا الدُّنیا الّا اِدْبَاراً ولا النّاسُ الا شُحاً ولا تقومُ السّاعۃُ الّا علیٰ شرارِ النّاسِ ولا المَھْدِیُّ الّا عیسیٰ ابنُ مریمَ۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ معاملات شدت اختیار کرتے جائیں گے دنیا اخلاق پستی میں بڑھتی چلی جائے گی۔ اور لوگ حرص و بخل میں ترقی کرتے جائیں گے اور صرف برے لوگوں پر ہی قیامت آئے گی اور کوئی مہدی مسیح کے سوا نہیں ہوگا۔ اس مضمون کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماما مھدیا (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ مصری)

یعنی قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ ہو عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے اس حالت میں کہ وہی امام مہدی بھی ہوں گے اس مضمون کی دلچسپ تفصیل بہت طویل ہے لیکن حقیقت کو سمجھنے کیلئے مندرجہ بالا آیات قرآنی اور احادیث نبوی کافی ہیں۔ اور ان کا تجزیہ کرنے سے نتیجہ یہی نکلتا ہے سورۃ فاتحہ میں سکھلائی گئی دعا اور اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت کے نتیجہ میں صالحیت شہادت صدیقیت اور نبوت کے روحانی مراتب اُمت محمدیہ کے افراد کو عطا ہو سکتے ہیں۔ اور آنحضور ﷺ کی زبانی بھی یہ نوید سنادی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت ہی ایک امتی کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا سکتی ہے۔ اور پھر عملی طور پر اُمت محمدیہ میں جہاں اولیاء و اقطاب اور مجددین کی آمد کا وعدہ آنحضور ﷺ نے دیا وہاں اس عظیم الشان مامور اور مصلح کی بعثت کی معین بشارت بھی عطا فرمائی تھی۔ جس کا نام اُمت محمدیہ کی اصلاح اور انتشار کو اتحاد میں تبدیل کرنے کے لحاظ سے امام مہدی اور صلیبی مذہب کے بطلان کو ثابت کرتے ہوئے دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کے لحاظ سے مسیح موعود رکھا گیا ہے اور جو اُمت محمدیہ ہی کا ایک فرد ہونا تھا کیونکہ غیر اُمتی کو اس خیر امت میں قدم رکھنے کی گنجائش نہیں ہے ان واضح بشارتوں اور علامتوں اور مبینہ صفات میں ایک بنیادی امر یہ ہے کہ ''شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ﷺ ہے'' ہمارے دیگر مسلمان بھائی اگر اس کلیدی نکتہ کو سمجھ لیں تو پھر مسیح موعود اور مہدی معہود کو شناخت کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ اور یہ عظیم الشان شرط بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہی میں پوری ہو رہی ہے۔ اس کے بالمقابل اور کوئی مدعی ایسا نہیں ہے جو ان صفات سے آراستہ ہو۔ چنانچہ آپ نے آج سے ایک سو سال قبل پورے زور کے ساتھ دنیا میں یہ منادی فرمادی تھی کہ

''مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی موعود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ہے ان دونوں ناموں سے رسول اللہ ﷺ نے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانے کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو''۔ (اربعین حصہ اول صفحہ ۳)

نیز فرمایا۔

''میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کیلئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں۔ جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

پھر اس مقام نبوت کی تشریح کرتے ہوئے ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

''میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام سے مکالمہ مخاطبہ کیا پھر اسحٰق سے اور اسمٰعیل سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریمؑ سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا اگر میں آنحضرت ﷺ کی اُمت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ نہ پاتا۔'' (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے عشق رسول اللہ ﷺ میں اس قدر ترقی کی کہ گویا اپنے وجود کو اپنے آقا کے وجود میں فنا کر دیا تھا چنانچہ آپ علیہ السلام کے عربی قصیدہ کے دو اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے عرض کرتے ہیں کہ:-

یا حب انک قد دخلت محبۃ
فی مھجتی ومدارکی وجنانی
من ذکر وجھک یا حدیقۃ بھجتی
لم اخل فی لحظ ولا فی ان

ترجمہ: اے میرے پیارے تیری محبت میرے خون، میری جان، میرے حواس اور میرے دل میں رچ بس گئی ہے اے میری مسرت کے باغ تیرے منہ کی یاد سے میں ایک آن اور ایک لحظہ بھی خالی نہیں ہوتا۔ یہی وہ کمال درجہ کی محبت اور عشق تھا جس کی وجہ سے خدا نے آپ کو احیائے دین کی خدمت پر مامور فرمایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

''مجھے ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ خصومت میں ہیں۔ یعنی ارادہ الٰہی جوش میں ہے۔ لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اختلاف میں ہیں۔ اس اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محی کی تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا ''ھذا رجل یحب رسول اللہ'' یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے مطلب یہ تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۲)

اسی طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی قوت قدسیہ اور دائمی روحانی زندگی کے ثبوت میں اپنی ذات کو پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کی علامات آنحضرت ﷺ کے وجود میں پاتا ہوں وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اسی نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اس نبی کی برکت سے کھولا گیا۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے اور ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب ہے کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔'' (چشمہ مسیحی ص ۲۴)

نیز فرماتے ہیں:-

''اب ہمیں کوئی جواب دے کہ روئے اسلام پر یہ زندگی کس نبی کے لئے بجز ہمارے نبی ﷺ کے ثابت ہے؟ کیا حضرت موسیٰ کے لئے؟ ہرگز نہیں! کیا حضرت داؤد کیلئے؟ ہرگز نہیں! کیا حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا راجہ رامچند ریا راجہ کرشن کیلئے؟ ہرگز نہیں! کیا وید کے ان رشیوں کیلئے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے دلوں میں وید کا پرکاش ہوا تھا؟ ہرگز نہیں! جسمانی زندگی کا ذکر بے سود ہے۔ اور حقیقی اور روحانی اور فیض رساں زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو......... اس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ اس روحانی زندگی کا ثبوت صرف نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے خدا کی ہزاروں رحمتیں اس کے شامل حال رہیں۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کا نام لیکر جھوٹ بولنا سخت بد ذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال و کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اس کی پیروی اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پر ہوتے ہوئے پایا۔

اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو۔ میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔''

(تریاق القلوب صفحہ ۵ تا ۷)

حرفِ آخر:

قارئین کرام! یہی وہ مسیح منتظر اور مہدی دوراں

باقی صفحہ (15) پر ملاحظہ فرمائیں

گلدستہ درویشان کے وہ پھول جو مرجھا گئے

چوہدری عطاء محمد صاحب نمبردار کا ذکر خیر

حکیم بدرالدین عامل بھٹہ سابق جنرل سکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

۱۹۶۰ء کو ایک روز نماز عصر کے بعد میرے مطب میں جو کہ احمدیہ چوک میں واقع ہے۔ تین چار اور درویش میرے پاس بیٹھے تھے ایک بزرگ درویش مسجد مبارک کے گیٹ کی طرف سے احمدیہ چوک کی طرف لاٹھی ٹیکتے ہوئے چلے آرہے تھے۔ مطب کے قریب پہنچ کر ایک اوپر اُٹھی ہوئی فرش کی اینٹ سے ٹھوکر کھائی اور گرتے گرتے بڑی مشکل سے سنبھلے ہم لوگ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ آپ کے ایک ہاتھ میں لاٹھی اور ایک ہاتھ میں پانچ روپے کا نوٹ تھا۔ یہ محسوس کر کے کہ بابا جی غالباً کوئی چیز خریدنے کی غرض سے جارہے ہیں۔ ہم میں سے ایک درویش بھائی مکرم مستری محمد حسین صاحب مرحوم اُٹھ کر آگے بڑھے اور پوچھا بابا جی آپ کیا چیز لینے جارہے ہیں۔ بابا جی نے بتایا کہ بجلی کا بلب فیوز ہوگیا ہے وہ لینے جارہا ہوں۔ مکرم مستری محمد حسین صاحب نے کہا کہ لایئے میں آپ کو لا دیتا ہوں یہ سن کر جواباً بابا جی نے کہا میتھوں نہ چک ہوؤ پنجابی کے اس جملہ کا مطلب ہے۔ کہ کیا مجھ سے بلب نہ اٹھایا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ بلب ایک ہلکی پھلکی چیز ہے۔ میں آسانی سے لے آؤنگا یہ تھا ہمارے بزرگ درویش حضرات کا عزم اور حوصلہ وہ اپنا کام خود کرنے کو ترجیح دیتے تھے اور دوسرے پر انحصار نہ کرتے تھے۔ درویشوں کو جو ماٹو دیا گیا تھا وہ یہی تھا کہ میں خود تکلیف اُٹھاؤنگا۔ مگر دوسروں کو تکلیف نہ دونگا۔

بابا جی اسی عہد پر پابند تھے۔ ان بزرگ درویش کا نام نامی چوہدری عطاء محمد صاحب نمبردار تھا آپ کے والد بزرگوار کا نام مکرم چوہدری جمعیت خان صاحب تھا۔ آپ لدھیانہ ضلع کے ایک گاؤں غوث گڑھ کے رہنے والے تھے۔ یہ گاؤں ضلع لدھیانہ اور کے سنگم پر واقعہ ہے۔ اور اس جگہ احمدیت کا پودا حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری کے ہاتھوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں لگایا گیا تھا اور ایک مخلص جماعت یہاں قائم ہوگئی تھی۔

یہ ایک غریب اور مخلص جماعت تھی۔ بابا عطاء محمد صاحب نے بتایا کہ یہاں سے ہر سال جلسہ سالانہ قادیان پر ایک گروپ احمدی افراد کا پیدل چل کر لدھیانہ آتا اور پھر لدھیانہ سے بیاس سٹیشن تک ایک روپیہ کا ریلوے ٹکٹ لے کر بیاس تک آتے اور یہاں سے گاڑی چھوڑ کر پیدل سٹھیالہ بوتالہ اور گمان ہوتے ہوئے قادیان پہنچ جایا کرتے تھے اور پھر واپسی پر بھی اسی طرح سفر کرتے ہوئے صرف -/۲ روپے میں قادیان کا جلسہ دیکھ کر گھر پہنچ جایا کرتے تھے کیا ہی ان بزرگوں کا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پیار اور قادیان کی مقدس بستی سے محبت تھی ایک بزرگ کا واقعہ یوں بیان کیا کرتے تھے کہ ایک سال ان کے پاس -/۲ روپے بھی نہ تھے اور قادیان آنے کی لگن انہیں تڑپا رہی تھی۔ انہوں نے رات کو اس قدر گریہ وزاری کی اور دُعاؤں میں رات گزاری جب دن کی روشنی ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی سجدہ گاہ پر -/۲ روپے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور بخشش تھی جو ان کی دلی تڑپ کو دیکھ کر ظاہر ہوئی اور اگلے روز وہ اپنے گروپ کے ساتھ کشاں کشاں جلسہ سالانہ کیلئے رواں تھے

۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے بعد مکرم بابا عطاء محمد صاحب چک نمبر ۲۹۰ ضلع لائل پور (حال فیصل آباد) میں ہجرت کر کے چلے گئے تھے۔ اور جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بزرگ افراد کو قادیان خدمت کیلئے جانے کی تحریک کی تو بابا عطاء محمد صاحب نے بھی اس میں اپنا نام پیش کر دیا اور ۱۱ مئی ۱۹۴۸ء کو قادیان پہنچ کر گلدستہ درویشان کی زینت بنے۔

محترم بابا چوہدری عطاء محمد صاحب نمبردار کے نام سے اکثر افراد واقف نہ تھے۔ بلکہ آپ کو "بابا ایدنوں کہ" کے نام سے جانتے تھے۔ یہ بابا جی کا تکیہ کلام تھا یہ ایک پنجابی جملہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ "اس کا کیا نام ہے۔ ایدنوں کہ"

سو بابا جی اس پیارے نام سے یاد کئے جاتے تھے اور آپ اپنی بات چیت میں اس فقرہ کو بار بار دہراتے تھے۔

آپ بڑے جواں ہمت تھے دارالمسیح کے نچلے حصہ میں ان کا اور آپ کے ساتھ آٹھ دس بزرگوں کا مسکن تھا اور آپ سب کا کام دُعائیں کرنا ذکر الٰہی میں مصروف رہنا اور دارالمسیح کو آباد رکھنا۔ نمازوں کے اوقات میں یہ سب بزرگ مسجد مبارک کی پہلی صف کی زینت ہوا کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ یہ سب بزرگ ہم سے جدا ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں رونق افروز ہیں۔ محترم بابا عطاء محمد صاحب بڑی اچھی صحت کے مالک تھے کوئی مہلک بیماری آپ کو چھو نہیں گئی۔ بڑھاپے کی نقاہت آہستہ آہستہ بڑھتی چلی گئی۔ اور آخر ۶۳-۱۱-۶ کو نماز فجر میں یہ خبر سنادی گئی کہ محترم بابا عطاء محمد صاحب نمبردار آج بوقت سحر ساڑھے تین بجے وفات پاگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ (۹)

ہے جس کا خمیر آنحضرت ﷺ کی محبت سے گوندا گیا اور جس کا وجود آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ اور روحانی توجہ سے ظہور پذیر ہوا۔ ہاں یہی وہ مبارک ہستی ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے سلام پہنچانے کا ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ حدیث ہے۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادرک منکم عیسی ابن مریم فلیقرأہ منی السلام

(مستدرک حاکم کتاب الفتن باب ذکر نفخ الصور)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو عیسیٰ بن مریم کو پائے وہ اسے میرا سلام پہنچائے۔ واضح رہے کہ امام حاکم نے یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح قرار دی ہے۔ (مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۵۰۳ مطبع النصر الحدیثیہ ریاض)

اس حدیث مبارکہ سے آخری زمانے میں آنے والے مثیل مسیح کے مقام اور اسے قبول کرنے کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے جن کے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنا محبت بھرا سلام بھجوایا۔ اس سے اپنی اُمت کو گویا یہ پیغام دیا ہے کہ وہ میرا پیارا مسیح اور مہدی ہے اس کی قدر کرنا ہاں وہی مہدی جس کی سچائی کے نشان کے طور پر چاند سورج کو گرہن کے آسمانی گواہوں کا ذکر کرتے ہوئے "ہمارے مہدی" کے الفاظ میں آپ نے اس کے ساتھ اپنی محبت اور پیار کا اظہار فرمایا تھا۔

(سنن دارقطنی کتاب العیدین باب صفة صلوٰة الخسوف والکسوف)

یاد رکھنا چاہئے کہ سلامتی کے اس پیغام میں یہ اشارہ بھی تھا کہ ہمیشہ کی طرح دنیا اس مامور زمانہ کی مخالفت کرے گی اور لعنت وملامت کا سلوک کرے گی مگر اپنے سچے امتیوں سے آپ نے سلامتی کے پیغام کی ہی توقع رکھی۔ انہیں اس مسیح موعود کے ماننے اور قبول کرنے کی تاکید کی۔ کیونکہ محض سلامتی کا پیغام پہنچانے میں فضیلت تو ہے مگر یہ موجب نجات نہیں ہوسکتی۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فاذا رأیتموہ فبایعوہ ولو حبواً علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المہدی (ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی)

کہ جب تم اس مہدی کو دیکھو اور اس کا زمانہ پاؤ تو اس کی بیعت کرنا خواہ گھٹنوں کے بل برف پر چل کر جانا پڑے کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے پس سعادت مند ہیں وہ لوگ جنہوں نے خدا کے اس برگزیدہ مسیح مہدی کو جس کی دنیا صدیوں سے منتظر تھی

مشہور شاعر مومن کی طرح جن کی یہ تمنا تھی کہ

زمانہ مہدی موعود پایا اگر ممکن
تو سب سے پہلے کہیو سلام پاک حضرت کا

مگر آہ صد آہ کہ اس امام مہدی کو ظاہر ہوئے ایک سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے مگر ابھی تک اکثریت اسے پہچاننے سے محروم چلی آرہی ہے اُن لوگوں کی خدمت میں بصد محبت عرض ہے کہ:

یارو مسیح وقت کہ تھی جن کی انتظار
راہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مرگئے
آئے بھی اور آکے چلے بھی گئے وہ آہ!
ایام سعد ان کے بسرعت گزر گئے

لیکن اب بھی وقت ہے مسیح موعود اور مہدی موعود کا ہی مبارک زمانہ چل رہا ہے اور آپؑ کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے زیر سایہ جماعت احمدیہ غلبہ اسلام کا جھنڈا ہاتھوں میں تھامے دنیا کے 176 ممالک میں پہنچ چکی ہے آیئے آپ بھی جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع کے ہاتھ پر بیعت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکیدی ارشاد پر عمل کرنے کی سعادت پائیں اور اس پاک جماعت میں شامل ہوکر احیائے اسلام اور اشاعت قرآن کی بابرکت مہم میں شریک ہو جائیں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

نوٹ:۔ اس مضمون میں جو احادیث مع تشریح نوٹ کی گئی ہیں وہ محترم حافظ مظفر احمد صاحب کی تالیف کردہ کتاب "مسیح اور مہدی حضرت محمد رسول اللہ کی نظر میں" اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ کے مطبوعہ ۱۹۹۸ء سے لی گئی ہیں۔

☆☆☆ ☆☆☆

ملکی سالانہ اجتماعات مجلس انصاراللہ خدام الاحمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت و مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور لجنہ اماء اللہ قادیان کے درج ذیل تفصیل کے مطابق منعقد کرنے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

۱۔ سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت مورخہ 23-22 ستمبر 2001 بروز ہفتہ۔ اتوار

۲۔ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مورخہ 26-25-24 ستمبر 2001 بروز سوموار۔ منگل۔ بدھ

۳۔ لجنہ اماء اللہ قادیان 26-25-24 ستمبر۔

اللہ تعالیٰ ان اجتماعات کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ (مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ قادیان)

راہِ وفا

روشن ہیں جو سینوں میں عزائم کے شرارے
بھرتے ہی چلے جائیں گے ہر گام طرارے
بڑھتے ہی چلے جائیں گے ہمرنگِ صبا ہم
ہر گام ہے تائیدِ خدا ساتھ ہمارے

کیا ہم کو ڈراتے ہو زمانے کی ہوا سے
اُڑتے ہوئے دیکھے ہیں بہت ہم نے شرارے
وہ خادمِ اسلام نہیں دشمنِ دیں ہے
جو دل میں اَنَا جہل و تعصب کی اتارے

معلوم نہیں اُس کو کہ یہ طنز کے نشتر
مہمیز لگاتے ہیں ارادوں کو ہمارے
لب بستہ و خاموش ہیں غنچوں کی طرح ہم
اَشکوں کی طرح بکھرے ہیں گو خواب ہمارے

لو اس کی ہی رکھتے ہیں نہاں خانۂ دل میں
جو چاندؔ تھا اور جس کے تھے اصحاب ستارے
ہے ہم کو یقیں غلبۂ دیں ہو کے رہے گا
طوفان سے ہی ابھریں گے اِک روز کنارے

جب تازہ کوئی زخم ملا راہِ وفا میں
ہم جھک گئے سجدے میں وہیں شکر کے مارے
روشن کئے ہم مشعلِ جاں چلتے رہے ہیں
ظلمات کی یلغار سے ہمت نہیں ہارے

صد شکر کہ تو نے ہمیں توفیق عطا کی
صدقے ترے اسلام کے جانوں سے اتارے
اب دُور نہیں منزلِ اُمید ہماری
دیتے ہیں خبر صبح کی بجھتے ہوئے تارے

ثاقبؔ اُنہیں لو دیتے رہو سوزِ یقیں سے
بن جائیں گے اِک روز یہی اشک شرارے

(ثاقب زیروی)

دُعائے مغفرت

افسوس میرے والد محترم محمد ناصر احمد صاحب مودھا ۲۰۰۱-۱-۲۰ کو قادیان میں وفات پاگئے اور اسی طرح والدہ محترمہ عقیلہ بیگم صاحبہ ۲۰۰۱-۵-۳۰ عرصہ دس سال کی علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اپنے پیچھے ایک بیٹی اور تین بیٹے چھوڑ گئے ہیں۔ احباب کرام سے والدین کی مغفرت بلندی درجات کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (محمد نعیم ناصر قادیان)

● مورخہ ۱۹ مئی ۲۰۰۱ کو خاکسار کی والدہ مدینہ بی بی صاحبہ جماعت احمدیہ سورو (اُڑیسہ) میں وفات پاگئیں ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی نماز جنازہ غائب ۲۵ مئی ۲۰۰۱ء کو بروز جمعہ محترم ناظر صاحب اعلیٰ وامیر جماعت قادیان کی اجازت سے مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب نے مسجد اقصیٰ قادیان میں بعد نماز جمعہ پڑھائی۔ مرحومہ کی مغفرت اور درجات کی بلندی کیلئے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے احباب جماعت سے عاجزانہ دُعاؤں کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر -/۵۰) شیخ مشیر الدین معلم وقف جدید بیرون گجرات

نمایاں کامیابی اور درخواست دُعا

میرے چھوٹے بیٹے عزیزم احمد مصباح عاطف (Ahmad Misbah Aatif) نے مندرجہ ذیل امتحانات میں امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل کی ہے:
(۱) I.I.T. کے امتحان میں 653 آل انڈیا رینک حاصل کی ہے۔ (۲) I.S.I (Indian Statistical Inst.) میں ٹاپ 14 میں ہے۔ (۳) Singapore Air Lines یوتھ اسکالرشپ میں بھی کامیابی حاصل کی ہے۔ (۴) IIIT حیدرآباد میں 242 آل انڈیا رینک حاصل کی ہے۔ (۵) Roorki انجینئرنگ کالج میں آل انڈیا رینک 123 ہے۔ (۶) Physics Olympiad آل انڈیا مقابلہ کے امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد Bhabha Atomic Research Centre ممبئی میں 20 دنوں کی ٹریننگ کی اور گولڈ میڈل حاصل کیا ہے۔ میرا بڑا بیٹا احمد کاشف وحید (A.F.M.C.) میڈیکل کالج پونا میں (3rd) تیسرے سال میں پڑھ رہا ہے۔

عزیزم عاطف سلمہ نے I.I.T. ممبئی میں Chemical Engg. برانچ میں داخلہ لیا ہے عزیز مکرم مرحوم ڈاکٹر سید حمید الدین احمد صاحب کا پوتا اور ڈاکٹر محمد یونس صاحب بھاگل پور کا نواسہ ہے۔ عزیز کے بہتر مستقبل اور امتحانات میں مزید کامیابیوں کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر -/200)
(سید جاوید انور، جماعت احمدیہ جمشید پور)

درخواست دُعا

میرے بڑے بیٹے عزیز انصر احمد نے بفضلہٖ تعالیٰ بارھویں کلاس کے سالانہ امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس سے چھوٹا بیٹا عزیز اشفاق احمد سلمہ بارھویں کلاس میں زیر تعلیم ہے۔ اور بیٹی عزیزہ طاہرہ طاہر جو ''وقف نو'' میں ہے۔ اور ساتویں جماعت میں زیر تعلیم ہے۔ ان جملہ عزیزان کی صحت وسلامتی خیر وعافیت، درازی عمر اور نیک خادم دین بننے کے لئے نیز تعلیم میں نمایاں کامیابی اور روشن مستقبل کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر -/100) (خاکسارہ بشریٰ طاہر، اہلیہ مکرم طاہر احمد عارف لوناوالا۔ مہاراشٹر)

● خاکسار کو تین چار سال سے گھٹنوں کی تکلیف تھی چند دنوں سے ریڑھ کی ہڈی کا درد پیدا ہو گیا ہے جس سے چلنے پھرنے میں بے حد تکلیف ہے۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ دو تین ریڑھ کی ہڈیوں میں بدن کا دباؤ پڑ گیا ہے۔ اور آپریشن کا مشورہ دیا ہے۔ آئندہ ماہ کو دہلی کے اپولو ہسپتال میں آپریشن ہونے والا ہے۔ تمام احباب سے درد مندانہ دُعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو کامل شفایابی عطا کرے۔ آمین۔ (ڈاکٹر محمد یونس سابق صدر جماعت احمدیہ بھاگلپور بہار)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (0091) 01872-20757
01872-21702
FAX:(0091) 01872-20105

Vol - 50 Thursday, 9th August 2001 Issue No 32

مسجدفضل
جماعت احمدیہ وانیمبلم
VANIYAMBALAM

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا نام ''مسجد فضل'' تجویز فرمایا۔ اور 27 فروری 1988ء کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے افتتاح فرمایا تھا۔ اس کے اخراجات محترم سی کے علوی صاحب اور ان کے خاندان کے افراد نے برداشت کئے۔

تصاویر مساجد ہائے احمدیہ
ہندوستان (قسط نمبر۲)

نوٹ :۔ صوبائی امراء کرام، امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے گزارش ہے کہ اپنی جماعتوں کی مساجد کی تصاویر بلیک اینڈ وائٹ پوسٹ کارڈ سائز پر جلد ارسال فرمائیں۔ سن تعمیر اور مسجد کے مختصر تعارف کے ساتھ۔ تصویر کھنچواتے وقت اس امر کا خیال رکھا جائے کہ تصویر میں آدمی نظر نہ آئیں۔ اور درمیان میں کوئی روک حائل نہ ہو اور مینار وغیرہ نمایاں نظر آئیں۔ (ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)

نجات فضل سے ہے۔ ازقلم حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

۱۸۹۷ء یا اس کے قریب کا واقعہ ہے میں ہنوز لاہور دفتر اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھا۔ اور تین دن کی رخصت پر لاہور سے قادیان آیا اس وقت رات کی گاڑی بٹالہ میں دس بجے کے قریب پہونچتی تھی۔ اور بٹالہ سے قادیان تک یکوں پر یا پیدل آنا ہوتا تھا۔ اس وقت یکہ کا کوئی انتظام نہ ہوسکتا تھا۔ میں اس شوق میں پیدل ہی چل پڑا کہ جتنا زیادہ وقت قادیان میں مل سکے بہتر ہوگا۔ اکیلا ہی پچھلی رات میں قادیان پہنچا۔ راستہ میں میں نے دُعا کی کہ یارب العلمین میری رخصت بہت تھوڑی ہے۔ اور حضرت صاحب بھی بہت تھوڑے وقت کے واسطے باہر تشریف لاتے ہیں۔ اپنے فضل سے کوئی ایسا سبب بنا کہ اس تھوڑے سے وقت میں مجھے زیادہ سے زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں بیٹھنے کا موقعہ مل جاوے۔

نماز فجر میں حضورؑ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضورؑ نے فرمایا مفتی صاحب آپ بڑے اچھے موقعہ پر آگئے۔ ہمارے پاس کسی نے انجیل کی ایک تفسیر بھیجی ہے جو رومن اردو میں لکھی ہے۔ آپ وہ انجیل پڑھ کر ہمیں سنایئے۔ میں آپ کو اندر بلا لیتا ہوں اور اندر ہی بیٹھ کر سنوں گا چنانچہ میری دعا قبول ہوئی اور تین دن برابر مجھے حضورؑ کی خدمت میں حاضر رہنے کا موقعہ ملا۔ وہ انجیل تیسرے دن شام کو ختم ہوئی۔ اور اس وقت مجھے واپس لاہور جانا تھا۔ بٹالہ سے گاڑی رات کے دس بجے کے قریب چلتی تھی۔ جب میں قادیان سے رخصت ہونے لگا تو حضورؑ نے اپنے ایک خادم کو جس کا نام کرم داد تھا بلایا۔ اور اسے فرمایا کرم داد رات کا وقت آگیا ہے مفتی صاحب اکیلے ہیں تم ان کے ساتھ چلے جاؤ اور چونکہ تم سفر میں ہوگے۔ کل روزہ نہ رکھنا (وہ دن رمضان کے تھے) کرم داد نے عرض کی کہ حضور میں تو روزہ ضرور رکھوں گا۔ یہ سفر کچھ تکلیف دہ نہیں اس پر حضورؑ نے اظہار ناراضگی کیا اور فرمایا کرم داد کیا نجات تمہارے اعمال سے ہے یا خدا کے فضل سے ہے نجات تو فضل سے ہی ہے۔ مومن کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو لینے میں استغناء نہ کرے یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے سفر میں روزہ معاف کردیا۔ خواہ سفر آسان ہو یا مشکل ہو۔ خدا تعالیٰ کے اس فضل کو شکریہ کے ساتھ قبول کرنا چاہئے تاکہ اور فضل بھی ملیں جو شخص خدا تعالیٰ کے کسی فضل پر بے پرواہی کرکے اسے لینا نہیں چاہتا۔ اسے پھر اور فضل نہیں ملتے۔ (منقول از احمدیہ جنتری 1946ء

مرسلہ محمد صادق جڑچرلہ آندھرا)

صوبائی اجتماعات مجلس انصاراللہ

تامل ناڈو: ۔مجالس انصاراللہ تامل ناڈو کا سالانہ اجتماع انشاءاللہ مورخہ 19-18 اگست 2001 بروز ہفتہ۔اتوار چینئی میں منعقد ہوگا تمام مجالس انصاراللہ تامل ناڈو اپنے نمائندے بھجوا کر اجتماع کو کامیاب کریں۔

آندھرا پردیش : ۔مجالس انصاراللہ آندھرا پردیش کا اجتماع مورخہ 26 اگست 2001 بروز اتوار مسجد احمدیہ سعید آباد حیدرآباد میں منعقد ہورہا ہے۔ تمام مجالس کے نمائندگان سے درخواست ہے کہ اس اجتماع میں شمولیت کرکے پروگرام کو کامیاب بنائیں۔ (صدر مجلس انصاراللہ بھارت قادیان)

تبلیغِ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

طالبان دُعا:-

آٹو ٹریڈرز
Auto Traders

16 بینٹنک لین کلکتہ 700001
دکان- 248-5222, 248-1652, 243-0794
رہائش- 237-0471, 237-8468

ارشاد نبویؐ

اَلْاَمَانَۃُ عِزٌ
(امانت داری عزّت ہے)

منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

Ph: SHOWROOM : 237-2185.236-9893 WAREHOUSE : 343-4006, 343-4137 RESI : 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX : 91-33-236-9893